نماز کے مکروہ اوقات

نماز کس کس وقت منع ہے:

سوال: نفل نماز کس کس وقت پڑھنا مکروہ ہے؟

الجواب

صبح صادق ہونے کے بعد، فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ، فرض سے پہلے، نفل نماز مکروہ ہے، فجر کے فرض کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے پہلے، نفل نماز مکروہ ہے، عصر کے فرض کے بعد آفتاب متغیر ہونے سے پہلے پہلے، نفل نماز مکروہ

ان اوقات کا بیان جن میں نماز جائز، ناجائز، یا مکروہ ہے:

۱۔ نیچے لکھے تین وقتوں میں نہ کوئی فرض نماز ادا جائز ہے، نہ اس کی قضا جائز ہے، نہ اس جنازہ کی نماز جائز ہے، جو جنازہ اس وقت سے پہلے کفن پہنا کر تیار ہو، نہ وہ سجدۂ تلاوت جائز ہے، جو ان اوقات سے پہلے واجب ہو، نہ اس منت کی نماز جائز ہے، جو کسی وقت کی قید کے بغیر مانی ہو، اور نہ اس منت کی نماز جائز ہے، جو ان اوقات کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں پڑھنا مانا ہو۔ (عالمگیری: ۵۲/۱، وغیرہ)

یہ حکم ہر دن اور ہر جگہ کے لئے ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں ہو، یا جمعہ کا دن ہو۔ (شامی: ۲۴۹/۱)

۲۔ اوقات مکروہہ یہ ہیں:

۱۔ جب آفتاب طلوع ہونے لگے، اس وقت سے ایک بانس بلند ہونے تک، یعنی جب تک سورج کو دیکھنے سے آنکھوں کو حیرانی نہ ہو، اور یہ تقریباً ۲۰ رمنٹ تک کا وقت ہے۔

۲۔ استواء شمس کے وقت، یعنی جب سورج دوپہر میں آسمان کے بالکل بیچ میں آجائے، یہ چند منٹ کا ہوتا ہے۔

۳۔ جب آفتاب میں غروب ہونے کے لئے تبدیلی آجائے، یعنی سورج اتنا بدل جائے کہ دیکھنے سے آنکھ کو حیرانی نہ ہو، اس وقت سے سورج ڈوبنے تک، یہ وقت سورج ڈوبنے سے تقریباً ۲۰ رمنٹ پہلے سے رہتا ہے۔

۴۔ قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں، جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے، اگر کوئی سجدۂ تلاوت ان تین وقتوں میں سے کسی وقت واجب ہوجائے، تو اس سجدہ کو اس وقت کرنے سے ادا ہوجائے گا، لیکن اس وقت کو گزار کر یہ سجدہ کرنا بہتر ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ ان اوقات میں کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، اور اس کو توڑ کر دوسرے وقت میں پڑھنا واجب ہے، لیکن کوئی شخص اسی وقت پڑھ لے، تو ہوجائے گی، اور پڑھنے والا گنہ گار ہوگا، مگر کوئی جرمانہ اس پر لازم نہ آئے گا، لیکن اس نماز کو توڑنا اور صحیح وقت میں ادا کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری: ۵۲/۱)

۶۔ کوئی ان اوقات میں نماز پڑھنے کی منت مانے اور ان اوقات میں پڑھ لے، تو نماز کراہت کے ساتھ ہوگی اور دوسرے وقت میں پڑھنا واجب ہے۔ (عالمگیری) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۷۹۔۱۸۱۔ انیس)

۷۔ البتہ اس دن کی نماز عصر نہ پڑھی ہو تو غروب آفتاب کے وقت بھی پڑھ سکتا ہے۔ (الاختیار: ۵۶/۱، دار الخیر) انیس)

ہے۔(۱)لیکن مذکورہ تین وقتوں میں فرض نماز کی قضااورواجب نماز کی قضااورنماز جنازہ اورسجدۂ تلاوت بلاکراہت جائز ہے۔(۲)

اورآفتاب نکلنا شروع ہونے سے ایک نیزہ بلند ہونے تک،اورٹھیک دوپہر کے وقت،اورآفتاب متغیر ہوجانے سے غروب ہونے تک،ہرنماز مکروہ ہے۔(۳)

---

(۱) لـروايـة الصحيحين: لاصلاة بعد صلاة العصر..وبعد صلاة الفجر.(صحيح البخارى،كتاب مواقيت الصلاة،باب لاتُتحرى الصلاة قبل غروب الشمس،ومسلم عن أبى هريرة،باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح:٥٨٦)انيس)

ولـروايـة أحـمـد وأبـى داؤد:" لاصلاة بعد الصبح إلا ركعتين".(مسند الإمام أحمد،مسند عبدالله بن عمر (ح:٤٧٥٦)بـلـفـظ: لاصـلاة بعد طلوع الفجر إلاركعتين.وفى سنن أبى داؤد،باب من رخص فيهماإذاكانت الشمس (ح:١٢٧٨)بلفظ:لاتصلوابعد الفجرإلاسجدتين.انيس)

وفـى روايـة الـطـبـرانـى:" إذا طـلـع الـفـجرفلا تصلوا إلا ركعتين".(البحرالرائق: ٤٣٨/١-٤٣٩) (الـمعجم الكبيرللطبرانى،مسند عبدالله بن عمربن الخطاب (ح:١٤١٣٣)بلفظ:إذاطلع الفجرفلاصلاة إلا ركعتين .انيس)

عن ابن عباس.رضى الله عنهما... :' أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشـمـس،وبـعـد الـعـصـرحـتى تغرب".(الصحيح للبخارى، باب الصلاة بعدالفجرحتى ترتفع الشمس(ح: ٥٨١) / الصحيح لمسلم،باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح:٨٢٦)انيس)

عـن ابـن عـمـر.رضـى الـلّـه عـنـهـمـا. أن رسـول الـلّـه صـلـى الله عليه وسلم قال:" لا صلاة بعد الفجرإلا سجدتين.(سنن الترمذى، باب ما جاء لاصلاة بعد طلوع الفجرإلا ركعتين (ح:٤١٩) انيس)

(۲) قـلـت:أرأيـت رجلًا نسـى صـلاـة مكتوبة فذكرهابعدماصلى الفجرقبل أن تطلع الشمس أوذكرهابعدماصلى العصرقبل أن تتغير الشمس ؟قال:عليه أن يقضيهاساعة ذكرها.قلت:لم وقد زعمت أنك تكره الصلاة فى هذين الوقتين ؟قـال:إنـمـاأكـره النافلة فأماالصلاة المكتوبة عليه فإنه يقضيهافى هاتين الساعتين .قلت:وكذلك لوذكرالوتر فى هاتين الساعتيـن؟قـال:نـعم.قلت:وكذلك لوسمع فى هاتين الساعتين سجدة أو قرأها هو أيجسدها؟ قال:نعم.قلت:كذلك يصلى فيهماعلى الجنازة ؟قال:نعم.الخ.(الأصل المعروف بالمبسوط للشيبانى،باب مواقيت الصلاة:١٤٩/١)

(۳) لاتـجـوزالـصـلٰـوة وسجدة التلاوة وصلٰوة الجنازة عند طلوع الشمس وزوالها و غروبها. (الإختيارلتعليل المختار، فصل الأوقات التى تكره فيها الصلٰوة:٥٦/١،دارالخير)

عـن عقبة بن عامرالجهنى قال: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن أو أن نـقـبـر فيهـن مـوتـانـا حيـن تـطـلع الشمس بازغةً حتى ترتفع،وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب.(الصحيح لمسلم،كتاب الصلاة، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها(ح:٨٣١)انيس)

عـن سـالـم بـن عـبـد الـلّـه عـن أبيـه عـن النبى صلى الله عليه وسلم قال:لاتحروا بصلاتكم طلوع الشمس ولاغـروبهـا و إذا بـدأ حـاجـب الـشـمـس فـأخـروا الـصلاة حتى تبرز وإذا غاب حاجب الشمس فأخروا الصلاة حتى تـغـيـب.(صـحيح البخارى،كتاب مواقيت الصلٰوة،باب الصلاة بعد الفجرحتى ترتفع الشمس (ح: ٥٨٣) وكتاب بدأ الخلق (ح: ٣٢٧٣)/الصحيح لمسلم،كتاب الصلاة،باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها(ح:٨٢٨) انيس)

ہاں اگر اسی دن کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو، تو اسے آفتاب متغیر ہونے اور غروب ہونے کی حالت میں بھی پڑھ لینا جائز ہے۔(۱)

خطبہ (جمعہ وعیدین) کے وقت سنت اور نفل نماز مکروہ ہے۔ (۲) آفتاب کے متغیر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب آفتاب سرخ ٹکیہ کی طرح ہو جائے اور اس پر نظر ٹھہرنے لگے، تو سمجھو کہ آفتاب متغیر ہو گیا۔ فقط (کفایت المفتی:۳/۳۵-۳۶)

نماز پڑھنا کس وقت میں مکروہ ہے:

سوال: ہم یہاں (برطانیہ میں) ہیں، اکثر طبقہ مزدور کی حیثیت رکھتے ہیں، چونکہ برطانوی وقت کے مطابق دو بجے دن میں کام شروع کرتے ہیں، یہاں صبح وشام دوشفٹ ہیں، لہٰذا جو حضرات صبح کام کرتے ہیں، وہ نماز جمعہ اطمینان سے پڑھتے ہیں، کیونکہ یہاں پر دو مسجدیں ہیں، دوسری مسجد میں تین بجے جمعہ ہوتا ہے، ایک مسجد میں ایک دو بجے ہوتی ہے نماز جمعہ، کیونکہ یہاں پر گرمی اور سردی میں گھڑی کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے، مثلاً برطانوی

---

(۱) إلا عصر یومه عند الغروب لأن السبب هو الجزء القائم من الوقت كمابينا فقد أداها كما وجبت، قال عليه السلام: "من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها". (الاختيار لتعليل المختار، فصل الأوقات التي تكره فيها الصلوٰة: ۱/ ۵۶، دار الخير)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر. (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة (ح: ۵۷۹)/سنن الترمذي، باب ماجاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح: ۱۸۶) اس حدیث میں ہے کہ غروب سے پہلے ایک رکعت پالے، تو عصر پالی۔ انیس

(۲) عن أبي هريرة. رضي الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خروج الإمام يوم الجمعة للصلاة يعني يقطع الصلاة وكلامه يقطع الكلام". (سنن البيهقي، باب الصلاة يوم الجمعة نصف النهار وقبله وبعده حتى يخرج الإمام (ح: ۵۶۸۷)

یعنی امام کا نکلنا کلام اور نماز دونوں کو منقطع کر دیتا ہے، اس لئے اس وقت نماز بھی نہ پڑھے۔ تاہم اگر پڑھ لیا، تو جائز ہے۔

عن عمرو سمع جابرًا قال دخل رجل يوم الجمعة والنبي صلى الله عليه وسلم يخطب فقال: أصليتَ؟ قال: لا، قال: "قم فصلِّ ركعتين". (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب من جاء والإمام يخطب صلى ركعتين خفيفتين (ح: ۹۳۱)

مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے:

سمعت جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم خطب فقال: إذا جاء أحدكم يوم الجمعة وقد خرج الإمام فليصل ركعتين. (صحيح لمسلم، فصل من دخل المسجد والإمام يخطب فليصل ركعتين (ح: ۸۷۵-۲۰۲۲)/ سنن أبي داؤد، باب إذا دخل والإمام يخطب (ح: ۱۱۱۷) انیس)

وقت جیسے گرینچ میں ٹائم (جو بین الاقوامی وقت ہے، یہی ہے) کہتے ہیں، بھارت میں ساڑھے پانچ گھنٹہ سردی (میں) اور گرمی (میں) ساڑھے چار گھنٹہ کا فرق رہتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں زوال ایک بج کر ۱۵/منٹ پر، یا اٹھارہ منٹ پر ہوتا ہے، پہلی اذان ہر حالت میں ایک بج کر تئیس منٹ پر ہوتی ہے، جماعت یا تو ایک بج کر ۳۵/منٹ پر ہوتی ہے، لیکن اصل حضرات تقریباً دوسو یا تین سو ہو جاتے ہیں، جو اکثر و بیشتر زوال کے وقت نوافل یا قضائے فائتہ پڑھتے ہیں، تو کیا استوا کے وقت نوافل یا قضائے فائتہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حالاں کہ یہ وقت مکروہ ہے۔

لیکن اس وقت میرے سامنے دو فتاویٰ ہیں، دونوں کو تحریر کرتا ہوں، پہلے ''فتاویٰ دار العلوم، جلد پنجم''، مرتبہ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب، ص:۱۱۲، سوال نمبر:۲۲۵۹۔

الجواب:

''صحیح یہ ہے کہ زوال کے وقت کوئی نماز درست نہیں ہے، إلی آخرہ. ''**وکرہ تحریماً، الخ.**'' (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، کتاب الصلوٰۃ، فصل ثانی اوقات مکروہہ:۶۸/۲، امدادیۃ، ملتان) ملاحظہ ہو!

اب یہاں پر فتاویٰ اشرفیہ موجود ہے، جو گجراتی زبان میں ہے، جس کا ترجمہ ہے، سوال و جواب تحریر کرتا ہوں:

کتاب الصلوٰة، أوقات الصلوٰة، ص: ٤٢.

''**سوال:** جن اوقات میں نماز مکروہ ہے، ان میں قضا نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، ان میں قضا نماز بلا حرج پڑھ سکتے ہیں، جس قدر ممکن ہو، قضا نماز جلد از جلد پڑھ لے''۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (باب الجمعہ، ص:۵۷، سوال نمبر:۲۶۴)

''جمعہ کے دن زوال کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے، زوال کے وقت نہیں پڑھنا چاہئے، حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے دن زوال کے وقت تحیۃ الوضو پڑھنا جائز ہے،۔۔۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ منع کرتے ہیں، لیکن فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔ جمعہ کے علاوہ دیگر دنوں میں زوال کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے''۔

دونوں مسئلوں میں حوالہ جات کا اندراج نہیں ہے، فتویٰ دار العلوم اور قرآن میں تطبیق کی کیا شکل ہے، یہاں پر بعض حضرات منع بھی کرتے ہیں اور بعض جواز کے قائل ہیں۔ لہٰذا یہ چند سطریں تحریر ہیں، امید ہے کہ جواب دیکر ممنون فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

دونوں قول کتب فقہ ردالمحتار وغیرہ میں مذکور ہیں، ایک کو امداد الفتاویٰ میں لیا گیا ہے، دوسرے کو فتاویٰ دار العلوم میں لیا گیا ہے۔ امداد الفتاویٰ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اوسع ہے اور فتاویٰ دار العلوم کا

قول احوط ہے، دونوں باتوں کی گنجائش ہے۔ جواب صحیح ہے۔

اور مزید تفصیل وتطبیق یہ ہے کہ طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال شمس یہ تین وقت کراہت کے ایسے ہیں کہ ان وقتوں میں نفل یا غیر نفل کوئی نماز پڑھنی درست نہیں، بجز اس کے کہ عصر کی نماز باقی رہ گئی ہو، اور نماز پڑھتے پڑھتے آفتاب ڈوب جائے، اور دوسرے یہ کہ جمعہ کے دن زوال شمس کے وقت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تحیۃ الوضو پڑھ سکتے ہیں، (۱) اور کراہت کے تین وقتوں کے علاوہ، عصر کی نماز فرض پڑھ لینے کے بعد، غروبِ آفتاب سے پہلے، اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد، سورج نکلنے سے پہلے، یہ دو وقت ایسے ہیں کہ ان میں صرف قضا تو پڑھ سکتے ہیں، مگر نفل وواجب وغیرہ نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۷/۵-۳۶۹)

کیا دو نمازوں کے درمیان مکروہ وقت بھی ہے:

سوال: دو نمازوں کے وقت کے مابین کچھ وقت مکروہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتا ہے، تو کچھ احتیاط ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ حامدا و مصليا و مسلما

شریعت نے پنج وقتہ نمازوں کے اوقات متعین کر دیئے، اور ان کی ابتدا وانتہا کو بیان کر دیا، (۳) البتہ چوبیس گھنٹہ

---

(۱) (لاتجوز الصلٰوة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها فى الظهيرة ولا عند غروبها)؛لحديث عقبة بن عامر رضى اللّٰه عنه.قال:" ثلٰثة أوقات نهانا رسول اللّٰه عليه السلام أن نصلى وأن نقبر فيها موتانا عند طلوع الشمس حتى ترتفع وعند زوالها حتى تزول وحين تضيف للغروب حتى تغرب".

والمراد بقوله وأن نقبر صلٰوة الجنازة؛لأن الدفن غير مكروه والحديث بإطلاقه حجة ... علٰى أبى يوسف فى إباحة النفل يوم الجمعة وقت الزوال.قال:(ولا صلٰوة جنازة)؛لما روينا(ولا سجدة تلاوة)؛لأنها فى معنى الصلٰوة(إلا عصر يومه عند الغروب).(الهداية،فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلٰوة: ٦٨/١.انيس)

(۲) (يكره أن يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب؛لما روى أنه عليه السلام نهى عن ذلك.(ولا بأس بأن يصلى فى هذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة ويصلى على الجنازة).(الهداية، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلٰوة: ٦٨/١-٧٠.انيس)

(۳) فى الدر:(وقت)صلاة (الفجر)الخ (من)...(طلوع الفجر الثانى)...(إلٰى)...(طلوع ذكاء)...(ووقت الظهر من زواله)...(إلٰى بلوغ الظل مثليه)...(سوى فىء)...(الزوال)...(ووقت العصر منه إلٰى)قبيل(الغروب)...(و)وقت(المغرب منه إلٰى) غروب(الشفق وهو الحمرة)...(و)وقت(العشاء والوتر منه إلى الصبح).(الدر المختار متن الرد،كتاب الصلاة،مطلب فى تعبده عليه الصلاة والسلام: ٣٣٨/١،نعمانيه،ديوبند)

میں تین وقتوں کو مکروہ قرار دیا ہے،(۱) ان کے علاوہ دو وقتوں کے مابین کوئی وقت مکروہ نہیں ہے۔(۲)
نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات مستحبہ کی تصریح فرمائی ہے، لیکن ان اوقات مکروہہ کے علاوہ کسی وقت کو

(۱) (وکره) تحريمًا... (صلاة) ... (ولو)قضاءً أوواجبةً أونفلا أو(علىٰ جنازة وسجدة تلاوة وسهو)...(مع شروق)...(واستواء)... (وغروب،إلا عصريومه).(الدرالمختارمتن الرد،كتاب الصلاة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳٤۸/۱، نعمانية،ديوبند)

(۲) نیچے لکھے اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے، لیکن فرض نماز ادا ہو یا قضا، جنازہ کی نماز، تلاوت کا سجدہ جائز ہے، یہ سب مکروہ نہیں ہیں۔

۱۔ فجر کا وقت ہونے کے بعد سے فجر کی فرض نماز پڑھنے سے پہلے تک، اس وقت صرف دو رکعت فجر کی سنت پڑھنا جائز ہے، رات کے آخری حصہ میں نفل (تہجد وغیرہ) نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھنے پر فجر کا وقت ہوگیا تو اس نماز کو پورا کر لینا افضل ہے۔(عالمگیری)
ان کے علاوہ کوئی اور نفل، سنت، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو نہ پڑھے، کیونکہ مکروہ ہے۔

۲۔ فجر کی فرض نماز پڑھ لینے کے بعد سے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے تک، اگر کوئی فجر کی سنت توڑ دے اور فرض نماز کے بعد اس کو پڑھنا چاہے، تو یہ نماز بھی نہ ہوگی۔(عالمگیری:۵۳/۱)

۳۔ عصر کی فرض نماز پڑھنے کے بعد سے غروب ہونے کے لئے سورج بدلنے سے پہلے تک۔(عالمگیری: وشامی ۳۷۵/۱)
اگر کسی نے مستحب وقت میں نفل نماز شروع کی، پھر اس کو توڑ دیا اور عصر کی فرض پڑھنے کے بعد آفتاب ڈوبنے سے پہلے اس کو پڑھے، تو یہ نماز بھی نہ ہوگی (عالمگیری) پھر سے پڑھنا پڑے گا۔

۴۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد سے مغرب کی فرض نماز پڑھنے سے پہلے تک، اگر مغرب کی فرض کو اس قدر مؤخر کیا کہ ستارے جگمگانے لگے، تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ مکروہِ تنزیہی ہے۔(شامی:۲۵۲/۱)

۵۔ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز تکبیر (اقامت) کہنے کے وقت،(عالمگیری)

۶۔ کسی بھی خطبہ کے وقت مثلاً جمعہ، عیدین، سورج گرہن، استسقا، حج ونکاح کے خطبہ کے وقت۔(شامی:۲۵۲/۱)

۷۔ جمعہ کے خطبہ کیلئے امام کا حجرہ سے نکلتے وقت سے جمعہ کی نماز پوری کرنے تک۔(درمختار مع شامی:۲۵۲/۱)

۸۔ اگر کوئی چار رکعت سنتِ جمعہ شروع کردے اور امام خطبہ کے لئے نکلے، تو نماز پوری کرلے۔(عالمگیری:۵۳/۱)

۹۔ فجر کے علاوہ جب کسی دوسری نماز کے لئے اقامت کہی جائے، گرچہ اس جماعت کے چھوٹنے کا خطرہ نہ ہو۔(عالمگیری:۵۳/۱)

۱۰۔ جب فجر کی جماعت تشہد میں بھی ملنے کی امید نہ ہو، تو فجر کی سنت نہ پڑھے۔(درمختار مع شامی:۲۵۳/۱)

۱۱۔ دونوں عیدوں کی نماز سے پہلے گھر، باہر، مسجد وعیدگاہ ہر جگہ اور عیدین کی نماز پڑھ لینے کے بعد صرف عیدگاہ میں مکروہ ہے، مگر گھر میں نہیں۔(عالمگیری:۵۳/۱)

۱۲۔ جس فرض نماز کا وقت اتنا تنگ ہو جائے کہ صرف فرض پڑھ سکتا ہے اور اسے پڑھا نہیں ہے، تو صرف اس فرض کو پڑھے دوسری کوئی نماز نہ پڑھے۔(عالمگیری وشامی)

۱۳۔ عرفہ اور مزدلفہ میں ایک ساتھ پڑھی جانے والی دو نمازوں کے درمیان۔(عالمگیری ودرمختار:۳۷۸/۱)

۱۴۔ پیشاب وپاخانہ کے شدید تقاضہ کے وقت یا ہوا نکلنے کے شدید تقاضہ کے وقت۔(درمختار:۳۷۸/۱)

۱۵۔ کھانا حاضر ہو اور جی کھانے کو چاہے (عالمگیری:۵۳/۱)

==

مکروہ نہیں بتایا، حاصل یہ نکلا کہ جب ایک وقت کے نکلنے اور دوسرے وقت کے آنے کا علم یقینی طور پر ہو جائے، تو کچھ بھی احتیاط ضروری نہیں، ہاں اوقات مستحبہ کی رعایت مستحب ہے۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبداللہ غفرلہ، الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔(فتاویٰ ریاض العلوم:۲/۲۶۲)

کیا مکروہ اوقات میں نماز ادا کرنے والے کی نماز قابل قبول ہوتی ہے:

سوال: مکروہ اوقات (طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار) میں اکثر ناسمجھ حضرات نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، ان کی نماز قابل قبول ہو سکتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

شریعت کے حکم کے خلاف جو کام کیا جائے، اس کو قابل قبول کیسے کہہ سکتے ہیں؟(۲) واللہ اعلم ☆

(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۲۰۳)

== ۱۶۔ ایسے وقت جب کہ دل نماز کے بجائے دوسری طرف مشغول رہے اور خشوع وخضوع پیدا نہ ہونے پائے، مشغول کرنے والی چیز چاہے جو بھی ہو۔(ماخوذ از عالمگیری:۱/۵۳)

۱۷۔عشا کی فرض نماز نصف رات کے بعد مکروہ تنزیہی ہے۔(شامی:۱/۲۴۶)(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:۱۸۱-۱۸۳، انیس)

(۱) (والمستحب)...(الابتداء)فی الفجر(بإسفارو الختم به)...(وتأخيرظهر الصيف)...(مطلقًا)...(وجمعة كظهر أصلاً واستحباباً)...(و)تأخير(عصر)صيفًا وشتاءً ...(مالم يتغيرذكاء)...(و)تأخير(عشاء إلٰى ثلث الليل).(الدر المختارمتن الرد، كتاب الصلاة،مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ١/ ٢٤٦،نعمانية، ديوبند)

(۲) سمعت عقبة بن عامر الجهنی يقول:" ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلی فيهن،أوأن نقبرفيهن موتانا :حين تطلع الشمس بازغةً حتى ترتفع،وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب".(الصحيح لمسلم،باب الأوقات التی نهی عن الصلاة(ح: ٨٣١) انيس)

" ثلاث ساعات لاتجوزفيها المكتوبة ولاصلاة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع، وعند الانتصاف إلٰى أن تزول وعند احمرارها إلٰى أن تغيب.(الفتاویٰ الهندية: ١/ ٥٢،كتاب الصلاة،الباب الأول، الفصل الثالث)/كذا مجمع الأنهرشرح ملتقى الأبحر،الأوقات المنهی عن الصلاة فيها: ١/ ٧٢.انيس)

☆ **بے وقت نفل پڑھنے کا کفارہ استغفار ہے:**

سوال: میں نے ابھی نماز شروع کی ہے، تقریباً ایک سال ہو گیا ہے، آپ کی دعا سے پابندی سے نماز ادا کرتا ہوں، مجھے ان مکروہ اوقات کا علم نہیں تھا، میں نے بے علمی کے سبب غلطی سے عصر کے بعد نفل ادا کر لی، جو کہ نفل کے لیے منع ہے، اب میں نے کتابوں کا مطالعہ کیا اور آپ کے کالم کا بھی مطالعہ کرتا ہوں، بے علمی کے سبب اگر ایسا عمل ہو جائے، تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ میری راہ نمائی فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس کا کفارہ سوائے استغفار کے کچھ نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد سوم ص:۲۱۵)

وقتِ مکروہ میں سجدۂ دعا اور سجدۂ شکر:

سوال: بعد نماز عصر و بعد نماز فجر سجدۂ دعا یا سجدۂ شکر کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ (صلاح الدین، شملہ)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

جائز ہے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۳۷۹/۵)

مکروہ اوقات کا اعلان:

سوال: ہمارے اطراف میں بستیوں اور دیوبند وغیرہ (میں) بعد فجر جب آفتاب طلوع ہونا شروع ہوتا ہے، تو مائیک پر اعلان کر دیتے ہیں کہ مکروہ وقت شروع ہو گیا، قضا نماز ۱۵، ۲۰، منٹ بعد پڑھنا، ایسا اعلان کرنا کیسا ہے؟

هــو المـصـوب ــــــــــــــــــــ

امر مذکور کے بارے میں اعلان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اوقات مکروہ سے متنبہ کرنا باعث ثواب ہے،(۲) اگر مسلمانوں کے مابین اس سے انتشار کا اندیشہ ہو، تو اعلان نہ کیا جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۸۹/۱-۳۹۰)

طلوع و غروب اور زوال کی اطلاع کے لیے گھنٹہ بجانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جس پر یہاں انتظار ہے، بازار قصبہ شہر کوٹ، ضلع بجنور میں علی مسجد کی چھت تک اس کی تعمیر آ چکی ہے، اس کے مینار میں اندر زینہ بھی بن رہا ہے، عموماً اذان وہاں ہی پڑھی جاتی

---

(۱) "وفي النهر: أن سجدة الشكر لنعمة سابقة ينبغي أن تصح أخذًا من قولهم لأنها وجبت كاملةً و هذه لم تجب، آه. فتحصل من كلام النهر مع كلام القنية أنها تصح مع الكراهة: أي لأنها في حكم النافلة". (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۱/۱، سعيد)

"وفي المحيط: ولهذا لو أطلق المصنف السجدة واستثنى سجدة الشكر لكان أحسن". (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة: ۷۳/۱، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) دور نبوی میں تہجد کے لیے جگانے کا معمول تھا۔ روایت میں ہے:

عن عائشة. رضي الله عنها. عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم. (الصحيح للبخاري، باب الأذان قبل الفجر (ح: ۶۲۲)/ سنن الترمذي، باب ماجاء في الأذان بالليل (ح: ۲۰۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی امر مباح کا اعلان کرنا درست ہے۔ انیس

ہے، ایک آہنی سلاخ درمیان میں کھڑی کر کے ایک مضبوط اور بڑا گول گھنٹہ جو مختلف دھاتوں کا ہے، ٹانگ دیا گیا ہے، مسجد کے مؤذن کے ذمہ یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ وقت کا اعلان کرنے کے لئے اس کو بجایا کرے، یعنی جب ایک بجے ایک (بار) بجائے اور جب بارہ ہوں تو بارہ (بار) بجائے، سارے شہر میں آواز پھیل جاتی ہے، بعض لوگ اس طرف اس طرح متوجہ ہوگئے کہ اذان واقامت محض ایک رسم بن گئی ہے، اصل اطلاع جو ہے، وہ تو اس گھنٹہ سے ہی ہے، جیسا کہ آج کل صلوٰۃ عصر چار بجے ہورہی ہے، چنانچہ چار بجتے ہی مؤذن ادھر کو بھاگ پڑا اور تمام جماعت ادھر متوجہ ہوگئی ہے، اور گھنٹہ کا شور ہونے لگا، ایسے ہی ظہر عشا وغیرہ میں وہ کیفیت جو اذان اقامت صلوۃ کو مرتب ہونا چاہیے، نہیں ہو پائی ہیں۔ بلکہ اثر برعکس رہتا ہے، عندالشرع یہ گھنٹہ بجانا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــ و باللہ التوفیق

طلوع اور غروب اور نصف النہار یا صبح صادق وغیرہ کی اطلاع دہی کے لیے گھنٹہ بجانے کی گنجائش تو نکل سکتی ہے، لیکن جماعت سے نماز پنجگانہ کی اطلاع گھنٹہ کے ذریعہ سے کرنا درست نہیں ہے، شریعت مطہرہ نے اس کے لیے اذان وضع فرمائی ہے، اور اس کو شعار کی حیثیت بخشی ہے، (۱) پس گھنٹہ اس طرح نہ بجانا چاہیے کہ خلط موضوع ہو، علاوہ ازیں اگر وہ اسی انداز پر ہوں، جیسے ہمارے اطراف میں بھی رواج ہے کہ عین مسجد کی حد میں ہوتے ہیں، تو ان پر گھنٹہ نہیں بجانا چاہیے، جائز نہ ہوگا۔ یہ ایک مستقل وجہ عدم جواز کی ہوگی، وہاں سے گھنٹہ ہٹا کر مسجد کے حد سے باہر کسی دوسری جگہ خواہ مسجد سے قریب ہی ہو، مگر عین مسجد کے اندر نہ ہو، کسی اونچی اور مناسب جگہ انتظام کر لینا ضروری ہے اور بجانے میں اس کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ اذان سے خلط نہ ہو اور نہ بجائے اذان سمجھا اور قرار دیا جائے اذان کی اہمیت برقرار و محفوظ رہنا اور رکھنا ضروری ہے، ورنہ حسب حیثیت وقدرت ہر شخص اس تغیر وضع شرعی کے وبال میں مبتلا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۳/۹/۱۳۸۷ھ۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ ۳/۹/۱۳۸۷ھ۔
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۳-۲۴)

---

(۱) عن ابن عمر كان يقول: كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون الصلوٰة ليس ينادى بها أحد فتكلموا يومًا فى ذلك، فقال بعضهم: اتخذوا ناقوسًا مثل ناقوس النصارى، وقال بعضهم: بل قرنا مثل قرن اليهود، فقال عمر: أولا تبعثون رجلاً ينادى بالصلوٰة ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يا بلال! قم فنادِ بالصلوٰة. (الصحيح للبخارى، باب بدأ الاذان (ح: ٦٠٤)/ الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب بدأ الاذان (ح: ٨٣٧)، انيس)

صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر، کسی نفل کی اجازت نہیں:

سوال: صبح صادق کے بعد، نوافل یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

طلوع صبح صادق کے بعد، کوئی نفل نماز سوائے دو سنت صبح کے، جائز نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس وقت میں تحیۃ المسجد کی نفلیں بھی جائز نہیں ہیں۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۶۹/۲) ☆

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:" لا صلاة بعد الفجر إلا سجدتين". (سنن الترمذی،باب ماجاء لاصلاة بعد طلوع الفجر إلا ركعتين (ح: ٤١٩)/مسلم ،باب استحباب ركعتي سنة الفجر،الخ (ح:١٦٧٨) انيس)

(وكذا)الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه (بعد طلوع فجرسوى سنته)لشغل الوقت به تقديرًا. (الدرالمختارعلى هامش ردالمحتار،كتاب الصلوٰة،قبل مطلب فى تكرار الجماعة: ٣٤٩/١، ظفير)/نورالإيضاح ونجاة الأرواح،فصل فى الأوقات المكروهة: ٤٦/١)

☆ فجر کے وقت سوائے سنت اور قضا کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا:

سوال: مجھے معلوم ہے کہ فجر کے وقت نماز مقررہ کے علاوہ صرف قضا نماز جس میں فرض وواجب یعنی وتر داخل ہے، پڑھی جاسکتی ہے، اس کا مزید اطمینان چاہتا ہوں، کیونکہ بعض جہلا نفل بھی پڑھ لیتے ہیں، اور فرض کے بعد سنت بھی، جو بوجہ جماعت کے نہیں پڑھ سکتے تھے، پڑھ لیا کرتے ہیں۔

الجواب

صبح صادق کے بعد، کوئی نفل سوائے سنت فجر کے یا قضا کے، درست نہیں ہے، اور بعد نمازِ فجر کے سنت صبح بھی جائز نہیں اور نہ اور کوئی نفل سوائے قضا کے پڑھنا اس وقت درست ہے۔ درمختار میں ہے:

(وكره نفل)الخ،ولوسنة الفجر(بعد صلوٰة فجرو)صلوٰة(عصر)الخ،و(لا)يكره(قضاء فائتة و)لووترًا،الخ. (الدرالمختارعلى هامش ردالمحتار،كتاب الصلوٰة،قبل مطلب فى تكرارالجماعة: ٣٤٧/١، ظفير)

اور اس کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے۔

قال فى الشامي: والكراهة هنا تحريمية أيضًا،كما صرح به فى الحلية ولذا قال فى الخانية والخلاصة بعدم الجواز والمراد عدم الحل لاعدم الصحة كما لايخفى. (رد المحتار،كتاب الصلوٰة،تحت قول الدر :وكره نفل: ٣٤٨/١،ظفير) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷۰/۲)

فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں:

سوال: فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب

صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔ ==

صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نفل نماز ممنوع ہے:

سوال: نماز فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو، تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرر نہیں، صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو کیا یہ امر صحیح ہے کہ فجر نماز کی سنت وفرض کے درمیان دیگر نفل نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

الجواب

صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے، قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، (۱) مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔ (۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۳/۲۰۱)

صبح صادق کے بعد تہجد کی نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: میں تہجد پڑھا کرتا ہوں، کسی روز مقررہ وقت پر نیند نہیں ٹوٹتی، صبح صادق ہوجاتی ہے، اس وقت تہجد پڑھ سکتا ہوں، یا نہیں؟

== ((وكذا) الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه(بعد طلوع فجرسوى سنته)لشغل الوقت به تقديرًا.(الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلوٰة،قبل مطلب فى تكرار الجماعة: ۱/۳٤۸)

لماروىٰ مسلم عن حفصة رضى الله عنهاقالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا طلع الفجر لايصلى إلا ركعتين خفيفتين.(غنية المستملى: ۱/۲۳۷،ظفير)(الصحيح لمسلم باب استحباب ركعتى سنة الفجروالحث عليهما،الخ (ح:۷۲۳)انيس) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۷۱)

(۱) (بعدطلوع الفجربأكثرمن سنة الفجر)أى يكره أن يتطوع بعد ماطلع الفجرقبل الفرض بأكثرمن سنة الفجر لقوله عليه الصلاة والسلام :ليبلغ شاهدكم غائبكم ألا لاصلاة بعدالصبح إلاركعتين،رواه أحمد وأبوداؤد،وقال عليه الصلاة والسلام:إذا طلع الفجر لاصلاة إلاركعتين،رواه الطبرانى، وقالت حفصة رضى الله عنها:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا طلع الفجر لا يصلى إلاركعتين خفيفتين ،رواه مسلم، وعن ابن عمررضى الله عنهما أنه عليه الصلاة والسلام قال:إذا طلع الفجرفلاتصلوا إلاركعتى الفجر،رواه الطبرانى بصيغة النهى.ولوشرع فى النفل قبل طلوع الفجر فالأصح أنه لايقوم عن سنة الفجرولايقطعه لأن الشروع فيه كان لاعن قصد ولوصلى القضاء فى هذاالوقت جاز،لأن النهى عن التنفل فيه لحق ركعتى الفجر حتى يكون كالمشغول بها،لأن الوقت متعين لها حتى لونوى تطوعاً كان عن سنة الفجر من غيرتعيين منه فلا يظهر فى حق الفرض لأنه فوقها.(تبيين الحقائق،الأوقات التى يكره فيهاالصلاة: ۱/۸۷)انيس)

(۲) ويكره أن ينتفل بعد طلوع الفجربأكثرمن ركعتى الفجرلأن النبى صلى الله عليه وسلم لم يزد عليهما ... فقد منع عن تطوع آخريبقى جميع الوقت كالمشغول بهما لكن صلوٰة فرض آخرفوق ركعتى الفجرفجازأن يصرف الوقت إليه...الخ.(الجوهرالنيرة: ۱/۸٤،كتاب الصلاة،باب الأوقات التى تكره فيها الصلاة،طبع حقانيه)

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صبح صادق کے بعد نوافل پڑھنا منع ہے، اس میں تہجد بھی داخل ہے، اس لئے صبح صادق کے بعد نہیں پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۱۵/۲/۱۳۷۵ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۱۳۹/۲) ☆

(۱) تہجد بھی نوافل میں داخل ہے۔عن عائشة رضی اللّٰہ عنها أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یکن یصلی الصلوٰة إلا أتبعها رکعتین غیر العصر والغداة فإنه کان یجعل الرکعتین قبلهما"۔(شرح معانی الآثار،باب الرکعتین بعدالعصر (ح:۱۸۱٦) انیس)

(وکذا)الحکم من کراهة نفل وواجب لغیره لا فرض وواجب لعینه(بعد طلوع فجر سوی سنته)۔(الدرالمختار، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت:۳۷/۲)

☆ صبح صادق کے بعد اور فرض سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: صبح صادق کے بعد اور فجر کے فرض کے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ نفل پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صبح صادق کے بعد اس رات کی نماز عشا کی قضا کے علاوہ کوئی نماز جائز نہیں ہے، وہ وقت صرف فجر کی سنت اور فرض کا ہے۔(طلوع صبح صادق کے بعد اور فجر کی نماز سے پہلے سنت فجر کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے،البتہ فرض یا واجب لعینہ کی قضا نماز پڑھنا خواہ اسی رات کی نمازِ عشا کی ہو یا دوسری رات کی نماز عشا کی۔اسی طرح نماز جنازہ پڑھنا یا سجدۂ تلاوت کرنا بلا کراہت جائز و درست ہے۔[مجاهد]"(وکره نفل) ... (بعد صلاة فجرو)صلاة(عصر) ... (لا)یکره(قضاء فائتة و)لو وترًا أو(سجدة تلاوة وصلاة جنازة وکذا)الحکم کراهة نفل وواجب لغیره لا فرض وواجب لعینه(بعد طلوع فجر سوی سنته)لشغل الوقت به تقدیرًا"۔

(الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،کتاب الصلاة،مطلب یشترط العلم بدخول الوقت:۳٦/۲،۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲/۱۲/٦/۱۳۷ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۱۳۸/۲)

صبح صادق کے بعد وتر اور نوافل پڑھنا:

سوال: بعض لوگ وتر کی نماز تہجد کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ بتائیں کہ فجر کی اذان ہونے والی ہو، یا اذان ہو رہی ہو، تو اس وقت نماز تہجد اور وتر پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ جب کہ فجر کی نماز اذان کے آدھ گھنٹے یا چالیس منٹ کے بعد ہوتی ہے۔

الجواب ـــــــــــــــــــ

وتر کی نماز تہجد کے وقت پڑھنا درست ہے، بلکہ جس شخص کو تہجد کے وقت اٹھنے کا پورا بھروسہ ہو، اس کے لیے تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے۔(ویستحب في الوتر لمن یألف صلاة اللیل أن یؤخرها إلی اٰخر اللیل لقوله علیه السلام:" من طمع أن یقوم آخر اللیل فلیوتر آخره فإن صلاة اللیل محضورة"۔(الجوهرة النیرة:۱/۰۵،کتاب الصلاة،طبع حقانیه،ملتان)

عن جابر.رضی اللّٰہ عنه.قال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:" من خاف أن لایقوم من آخر اللیل فلیوتر أوله ومن طمع أن یقوم آخره فلیوتر آخر اللیل فإن صلوة آخر اللیل مشهودة وذلک أفضل.(الصحیح لمسلم،قبیل باب الترغیب فی قیام رمضان (ح:۷۵۵)انیس)

==

عشا کی نماز رہ جائے، تو فجر کی اذان کے بعد پڑھ لیں:

سوال: پہلے کبھی عشا قضا ہوجاتی، تو میں فجر کی اذان کے بعد پہلے عشا کی قضا پڑھتی، پھر فجر کی نماز ادا کرتی، اس کی صحیح تعداد یاد نہیں، اب جب کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فجر کی اذان کے بعد عشا کی قضا پہلے نہیں پڑھنی چاہیے، پہلے فجر کی نماز ادا کرنی چاہیے، لاعلمی میں پہلے جو نمازیں عشا کی قضا، فجر کی نماز سے پہلے ادا کی ہے، اس کا کیا کروں؟

الجواب

خدانخواستہ عشا کی نماز نہ پڑھی، تو فجر کی اذان کے بعد پہلے عشا پڑھنی چاہیے، اس کے بعد فجر، آپ کا پہلا عمل صحیح تھا۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۰۱)

== وتر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، صبح ہونے کے بعد وتر کی نماز قضا ہوجاتی ہے، اور اگر کبھی صبح صادق سے پہلے نہ پڑھ سکے تو وتر کی نماز صبح صادق کے بعد اور نماز فجر سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے، لیکن صبح صادق کے بعد تہجد پڑھنا یا کوئی اور نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔(عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:"لا صلوٰة بعد الفجر إلا سجدتین".(سنن الترمذی، باب ماجاء لاصلوٰة بعد طلوع الفجر إلا رکعتین(ح: ٤١٩)/الصحیح لمسلم، باب استحباب رکعتی سنة الفجر الخ (ح: ٧٢٣)/سنن أبی داؤد، باب من رخص فیهما إذا کانت الشمس مرتفعة (ح:١٢٧٨)انیس)

ویکره أن یتنفل بعد طلوع الفجر بأکثر من رکعتی الفجر لأن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یزد علیهما...فقد منع عن تطوع آخر یبقی جمیع الوقت کالمشغول بهما لکن صلوٰة فرض آخر فوق رکعتی الفجر فجاز أن یصرف الوقت إلیه...الخ.(الجوهر النیرة: ٨٤/١، کتاب الصلاة، باب الأوقات التی تکره فیها الصلاة، طبع حقانیة)(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۰۱)

(۱) الترتیب بین الفائتة والوقتیة وبین الفوائت مستحق، کذا فی الکافی.(عالمگیری: ١٢١/١، کتاب الصلاة)

"ویقضی الفائتة إذا ذکرها کما فاتت سفرًا أوحضرًا ویقدمها علی الوقتیة إلا أن یخاف فوتها".(الاختیار لتعلیل المختار، باب قضاء الفوائت، کتاب الصلوٰة: ٨٩/١)

عن أنس بن مالک رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:" من نسی صلوٰة فلیصل إذا ذکر، لا کفارة لها، إلا ذلک"﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ﴾ (سورة طه: ٢٠، الآیة: ١٤)(الصحیح للبخاری، باب من نسی صلوٰة فلیصل إذا ذکر (ح:٥٩٧)/سنن أبی داؤد، باب فی من نام عن صلوٰة أونسیها(ح:٤٣٥)انیس)

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنهما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:" من نسی صلوٰة فلم یذکرها إلا و هو مع الإمام فلیصل مع الإمام فإذا فرغ من صلوٰته فلیعد الصلوٰة التی نسی ثم لیعد الصلوٰة التی صلی مع الإمام.(سنن البیهقی، باب من ذکر صلوٰة وهو فی أخریٰ (ح:٣١٩٣)/سنن الدارقطنی، باب الرجل یذکر صلوٰة وهو فی أخریٰ (ح:١٥٤٤)انیس) ==

طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جاسکتے؟

(المستفتی نمبر:۱۶۲۳، ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ/۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

الجواب

ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں۔(۱) (کفایت المفتی:۳/۶۵)

صبح صادق کے بعد دو رکعت نفل:

سوال: صبح کی اذان کے بعد سنت سے قبل تحیۃ الوضو ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تہجد سے قبل تحیۃ الوضو پڑھنا کتابوں سے ثابت ہے، کہ وتر پڑھ کر راحت فرمایا کرتے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سونا ناقض وضو نہیں تھا، اس لئے اسی وضو سے ادا فرماتے تھے، اسی طرح صبح کی اذان کے بعد اگر کوئی بعد الوضو تحیۃ الوضو ادا کرے، تو جائز ہوگا یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کے بعد نفل یا دیگر سنت یا قضا ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامدا و مصلیاً

صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو کی اجازت نہیں، سنت فجر سے تحیۃ الوضو کا بھی اجر مل جائے گا۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۸۳)

== عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: جعل عمر رضی اللّٰہ عنہ یوم الخندق یسب کفارهم وقال یا رسول اللّٰہ! ماکدت أصلی العصر حتی غربت الشمس، قال: فنزلنا بطحان فصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بعد ما غربت الشمس ثم صلی المغرب. (الصحیح للبخاری، باب قضاء الصلوات الأولٰی فالأولٰی (ح:۵۹۸)/سنن الترمذی، باب ماجاء فی الرجل تفوته الصلوات بأیتهن یبدأ (ح:۱۷۹-۱۸۰)

عن عامر وعن مغیرة عن إبراهیم قالا: إذا کنت فی صلوٰة العصر فذکرت أنک لم تصل الظهر فانصرف فصل الظهر ثم صل العصر. (المصنف لابن أبی شیبة، باب: ۲۸۷، الرجل یذکر صلوٰة علیه وهو فی أخری (ح:۴۷۵۷) انیس)

(۱) (وکره نفل) ... (و) لو سنة الفجر (بعد صلاة فجر و) صلاة (عصر) و (لا) یکره (قضاء فائتة و) لو وترًا، الخ. (الدر المختار، کتاب الصلوٰة، قبل مطلب فی تکرار الجماعة: ۱/۳۷۴، ۳۷۵، ط: سعید کمپنی)

(وکذا) الحکم من کراهة نفل وواجب لغیره لا فرض وواجب لعینه (بعد طلوع فجر سوی سنته) لشغل الوقت به تقدیرًا. (الدر المختار، کتاب الصلوٰة، قبل مطلب فی تکرار الجماعة: ۱/۳۷۵، ط: سعید کمپنی)

(۲) (قوله وهی رکعتان): فی القهستانی: ورکعتان أو أربع، وهی أفضل لتحیة المسجد إلا إذا - ==

فجر کے وقت میں سنتِ فجر، شبہ کی وجہ سے، دہرانے کی ضرورت نہیں اور جائز بھی نہیں:

سوال: تہجد پڑھ کر کچھ تسبیحیں پڑھ کر اکڑو بیٹھا ہوا تھا، کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی، تھوڑی سی دیر میں دیکھا، تو سنت پڑھنے کا وقت تھا، اس یقین پر کہ وضو نہیں ٹوٹا، سنت پڑھ کر مسجد گیا، وہاں پر شبہ پیدا ہوا کہ مبادا اکڑو بیٹھنے اور غنودگی سے وضو ٹوٹ گیا ہو، تازہ وضو کر کے پھر سنت دو رکعت از سرِ نو پڑھی، اور پھر جماعت فرض میں شریک ہوا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہ؟

الجواب

سنت جو پہلے پڑھی تھی، وہ ہوگئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی، (۱) اور جائز بھی نہ تھی۔ (۲) لیکن بوجہ لاعلمی کے جو کچھ ہوا، اس میں کچھ مواخذہ اور عذاب نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۲/۲)

فجر کی سنتیں قبل طلوع آفتاب ادا کرنا:

سوال: سنت فجر کی، اگر بباعث شامل ہونے فرضوں کے نہ ہوئی، اور قبل طلوع آفتاب کے، کسی نے پڑھ لی، تو وہ قابل ملامت اور مرتکب گناہ ہوتا ہے؟ اور سنت اس کے ذمہ سے ادا ہوجاتی ہے، یا نہیں ہوتی؟ زید کہتا ہے کہ قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ ان سنتوں کا اختلاف کس صورت پر ہے اور مفتی بہ کیا ہے؟ آیا قبل طلوع آفتاب کے پڑھنا چاہئے یا نہ پڑھنا چاہئے اور جس وقت تکبیر تحریمہ ہوگئی اور امام قراءت پڑھنے لگا، اس وقت سنت پڑھے، یا فرضوں میں شامل ہوجائے؟

الجواب

جب تکبیر نماز فرض فجر کی ہوگئی، اور امام نے فرض نماز شروع کر دی، تو سنت فجر کی صف کے پاس پڑھنا، تو سب

== - دخل فيه بعد الفجر أو العصر، فإنه يسبح ويهلل و يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، فإنه حينئذٍ يؤدي حق المسجد، كما إذ دخل للمكتوبة، فإنه غير مأمور بها حينئذٍ، كما في التمرتاشي. آه. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد: ۱۸/۲، سعيد)

(۱) اس وجہ سے کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا۔ ”وفي الخانية: النعاس لاينقض الوضوء، وهو قليل نوم. (رد المحتار، نواقض الوضوء، قبيل مطلب نوم الأنبياء غير ناقض: ۱۳۲/۱)

جب وضو باقی تھا، تو جو نماز اس سے پڑھی، درست ہوئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

(۲) اس لئے کہ اس وقت میں سوائے سنتِ فجر کے کسی نفل کی اجازت نہیں ہے۔ ”(وكذا) الحكم من كراهة نفل، الخ (بعد طلوع فجر سوى سنته). (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلٰوة، قبل مطلب في تكرار الجماعة: ۳۴۹/۱، ظفير)

کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، مگر صف سے دور جہاں پردہ ہو امام و جماعت سے، دوسرے مکان میں، اگر ایک رکعت نماز کی امام کے ساتھ مل سکے، تو سنت پڑھ کر پھر شریک جماعت کا ہو جاوے، ورنہ سنت کو ترک کر کے، جماعت میں شریک ہو جاوے اور پھر سنت کو بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لیوے، بہتر ہے، ورنہ کچھ حرج نہیں۔ یہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے، اور قبل طلوع آفتاب، بعد فرض کے، سنت کا پڑھنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، (۱) اور بعض دیگر ائمہ کے نزدیک درست ہے۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۷-۲۵۸)

فجر کی سنت کی قضا:

سوال: فجر کی سنت چھوڑنے پر سورج نکلنے سے پہلے پڑھے یا بعد میں، اگر نکلنے کے بعد پڑھے، تو اشراق سے پہلے یا بعد۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ طلوع سورج سے پہلے بھی پڑھنا ثابت ہے، احناف بعد کے قائل ہیں، تو قبل الطلوع و بعد الطلوع دونوں میں کیا فرق ہے؟

ھو المصوب

احناف کے نزدیک طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔ (۲) اشراق سے پہلے پڑھے یا بعد میں پڑھے، اختیار ہے۔

اہل حدیث طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا جائز کہتے ہیں، قبل طلوع والی حدیث متعارض ہے، بعد طلوع میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے احتیاط بعد طلوع پڑھنے میں ہے۔ (۳)

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۰۴/۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: شهد عندی رجال مرضيون وأرضاهم عندی عمر رضی اللّٰہ عنه: أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهى عن الصلوٰة بعد الصبح حتى تشرق الشمس و بعد العصر حتى تغرب. (الصحيح للبخاری، کتاب مواقيت الصلوٰة (ح: ۵۸۱) انیس)

(۲) من لم يصل ركعتى الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس. (جامع الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی إعادتهما بعد طلوع الشمس (ح: ٤٢٣)

وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع؛ لكراهة النفل بعد الصبح، وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما، وقال محمد: أحب إلى أن يقضيها إلى الزوال كما فی الدرر. (رد المحتار: ۵۱۲/۲)

(۳) قوله:" لأنه يبقى نفلا مطلقا "بناء علىٰ أنه لم يرد الشرع به أوقد ورد ولكنه معارض بالنهى عن الصلاة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس فی الصحيحين فيقدم عليه كما قدمناه آنفاً. (فتح القدير: ٤٩٥/١)

عن ابن عباس. رضی اللّٰہ عنهما... أن النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس، وبعد العصر حتى تغرب. (الصحيح للبخاری، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (ح: ٥٨١)/ الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح: ١٩٣٠) انیس)

فجر کی نماز کے بعد سنت کیوں نہیں:

سوال: فجر کی سنت، فرض سے پہلے نہیں پڑھی، تو فرض کے بعد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، جبکہ فجر کا وقت باقی ہے، اگر نہیں تو دلیل کیا ہے؟

(۲) جبکہ ظہر کی سنت، ظہر کی فرض نماز کے بعد پڑھتے ہیں، تو فجر کی سنت نماز فجر کے بعد نہیں پڑھ سکتے ہیں، ایسا کیوں؟ اگر کوئی ان دونوں سنتوں کو فرض نماز کے بعد بھی نہ پڑھے، تو کیا گنہ گار ہوگا؟

هــــو المـصـــوب

(۱) فجر کی سنت اگر چھوٹ جائے، تو اسے بعد طلوع آفتاب، ادا کرنے کا حکم حدیث نبوی سے ہے، امام طحاویؒ نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے:

عـن أبـی هـريـرة. رضی الله عنه. قال: "كان النبی صلی الله عليه وسلم إذا فاتته ركعتا الفجر صلاهما إذا طلعت الشمس". (۱)

ظہر کی نماز سے قبل کی سنت چھوٹ جائے، تو بعد نماز ظہر ادا کرنے کا حکم بھی حدیث نبوی سے ہے۔ ابن ماجہؒ کی روایت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا فاتته الأربع قبل الظهر صلاها بعد الركعتين بعد الظهر. (۲)

امام ترمذیؒ نے بھی فجر کی سنت کے سلسلہ کی ایک روایت نقل کی ہے، جس میں طلوع شمس کے بعد پڑھنے کا حکم ہے:

عـن أبی هرير ة قـال: قـال رسـول الـلّـه صـلـی الـلّـه عليه وسلم: "من لم يصل ركعتی الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس". (۳)

(۲) روایت ہے کہ بعد نماز فجر کوئی نماز نہیں ہے؛ تا آنکہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ (۴) اس بنیاد پر فرض فجر کی

---

(۱) شرح مشكل الآثار: ۳۲۸/۱۰، ح: ۴۱۴۲، قـال الـطـحاوی: فهذا الحديث أحسن إسنادًا أولٰی بالاستعمال مما قد رويناه قبله فی هذا الباب.

وقـد روی عـن عبد الله بن عمر عن نفسه مثل ذلک. (مصنف ابن أبی شيبة عن الشعبی، كتاب الصلاة، باب فی ركعتی الفجر إذا فاتته: ۲۵۴/۲، ح: ۶۵۰۴)

(۲) سـنـن ابـن مـاجة عـن عـائشة، كتـاب إقامة الصلاة والسنة، باب من فاتته الأربع قبل الظهر، ح: ۱۱۵۸، قال أبوعبد الله لم يحدث به إلا قيس عن شعبة)

(۳) جامع الترمذی، أبواب الصلاة، باب ماجاء فی إعادتهما بعد طلوع الشمس، ح: ۴۲۳، ص: ۹۶۔

(۴) إن رسـول الـلّـه صلی الله عليه وسلم نهی عن الصلاة بعد الفجر حتی تطلع الشمس. (جامع الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر، ح: ۱۸۳، ص: ۴۵)

ادائیگی کے بعد، طلوع آفتاب تک کوئی نماز ادا نہیں کی جاتی ہے۔ خواہ وہ سنت فجر ہو، البتہ قضا کی اجازت ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۳۰۷) ☆

سنت فجر وظہر کی قضا میں فرق کیوں:

سوال: صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کی قبل از فرض سنت مؤکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضا بعد طلوع شمس پڑھے، بہتر ہے، اور اگر نہ پڑھے، تو کچھ مؤاخذہ نہیں، اور ظہر کی سنن قبلیہ اگر قضا ہو جاویں، تو بعد ادائے فرض ضرور ادا کرے، وجہ فرق کیا ہے؟

الجواب

اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت بعد طلوع شمس باقی نہیں رہتا۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۷۲)

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۱/۵۳، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة وتكره فيها.

☆ **سوال مثل بالا:**

سوال: زید فجر کی سنت، فرض سے پہلے، وقت کی قلت کی وجہ سے، نہیں پڑھ سکا، تو اس نے فرض نماز ختم ہوتے ہی سنت پڑھ لی، اس صورت میں سنت پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ کسی امام کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

هو المصوب

فجر کی سنت، اگر چھوٹ گئی ہے، تو اس کی قضا نہیں ہے، ہاں اگر فرض کے ساتھ چھوٹی ہے، تو طلوع شمس کے بعد اس کی بھی قضا کی جائے، البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک تنہا سنت فجر کی قضا بعد طلوع کی جائیگی۔

”والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها إلا ركعتي الفجر إذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس إلٰى وقت الزوال، ثم يسقط هكذا في محيط السرخسي.... وإذا فاتتا بدون الفرض لا يقضي عندهما خلافًا لمحمد“. (الفتاویٰ الهندية: ۱/۱۱۲، من المندوبات صلاة الضحیٰ)

اور حدیث میں بھی فجر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ (نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس، وبعد العصر حتى تغرب. (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۱) فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۳۰۸-۳۰۹)

(۲) (وقت) صلاة (الفجر) الخ (من) أول (طلوع الفجر الثاني) الخ (إلٰى) قبيل (طلوع ذكاء) الخ (ووقت الظهر من زواله) الخ (إلٰى بلوغ الظل مثليه). (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام الخ: ۱/۳۳۱، ظفير)

فجر سے متعلق چند متفرق سوالات:

سوال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" لا صلاۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس و لا صلاۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس ".(۱)

یہ حکم سنن ونوافل کے لئے ہے، یا فوت شدہ نمازوں کے لئے بھی، بعد اداء فجر قضا نمازیں قبل طلوع ۵/منٹ اور بعد عصر قبل غروب ۵/منٹ قضا نمازیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) فجر کی اذان سوا پانچ اور نماز سوا چھ پر ہوتی ہے، سنت فجر پڑھے بغیر، دوران وقفہ قضا پڑھے یا نہیں؟

(۳) طلوع آفتاب کے کتنے منٹ بعد قضا یا اشراق پڑھے، یا اسی دن کی فجر کی قضا کتنے منٹ بعد پڑھے؟

هو المصوب

(۱) صبح کے بعد، قبل طلوع شمس یا عصر کے بعد، قبل غروب واصفرار شمس قضا نماز ادا کر سکتے ہیں، طلوع آفتاب کے بعد صاف ہو جانے پر قضا واشراق پڑھ سکتے ہیں۔(۲)

(۲) قضا پڑھ سکتے ہیں۔(۳)

(۳) جب آفتاب صاف ہو جائے۔(۴)

تحریر: محمد ظہور ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۱۱۰-۳۱۱)

---

(۱) الصحيح لمسلم،عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه،كتاب الصلٰوة، باب الأوقات التي نهى عن الصلٰوة فيها(ح:۱۳٦۸) انيس

(۲) (ولا بأس بأن يصلي في هٰذين الوقتين الفوائت و يسجد للتلاوة ويصلي على الجنازة)؛لأن الكراهة كانت لحق الفرض يصير الوقت كالمشغول به لا لمعنى في الوقت فلم تظهر في حق الفرائض.(الهداية مع الفتح: ۱/۲٤۰)

(۳) حوالۂ بالا۔

... ومنع عن التنفل بعد صلاة الفجر والعصر،لا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلاة جنازة ". (تبيين الحقائق،كتاب الصلاة: ۱/۳۷۵،انيس)

(۴) " إن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب".(صحيح البخاري،كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس،ح: ۵۸۱، الصحيح لمسلم،كتاب الصلاة، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها.ص: ۲۷۵،ح:۸۲٦)

" ثلاث ساعات لا تجوز فيها المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع. (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۵۲)

صبح وعصر کی نماز کے بعد سجدہ ونوافل:

سوال: صبح کو اور عصر کے فرضوں کے بعد، یعنی قبل نکلنے سورج اور چھپنے سورج کے کسی نماز میں سجدہ کرنا، یعنی قضا فرض جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

عصر کے بعد جب آفتاب میں زردی آجاوے اور طلوع آفتاب کے وقت آفتاب بلند ہونے سے پہلے اور زوال کے وقت مطلقاً نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا ناجائز ہے۔ ہدایہ میں ہے:

"(لاتجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها فى الظهيرة ولا عند غروبها) لحديث عقبة بن عامر رضى اللّٰه تعالىٰ عنه:" ثلٰثة أوقات نهانا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن نصلى وأن نقبر فيها موتانا عند طلوع الشمس حتىٰ ترتفع وعند زوالها حتى تزول وحين تضيف للغروب حتىٰ تغرب. (۱) (الهداية، كتاب الصلوٰة، فصل فى الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها: ۶۸/۱)

اور بعد نماز صبح، طلوع آفتاب سے پہلے اور بعد عصر غروب سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر قضا وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔ **كذا فى الهداية.** (۲) (امداد المفتین: ۲۶۵/۲)

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم:

سوال: فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟

(المستفتی: ۱۵۲۲۔ خواجہ عبد المجید شاہ صاحب (بنگال) ۱۲/ربیع الاول ۱۳۵۶ھ/۲۲/جون ۱۹۳۷ء)

الجواب

فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے، (۳) قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے۔ (۴) (کفایت المفتی: ۶۵/۳) ☆

---

(۱) الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح: ۸۳۱)، انيس

(۲) ويكره أن يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب... ولا بأس بأن يصلى فى هٰذين الوقتين الفوائت. (الهداية، كتاب الصلوٰة، فصل فى الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها: ۸۵/۱-۸۶)

(۳) عن أبى هريرة رضى اللّٰه عنه. قال: " نهىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن صلاتين: بعد الفجر حتى تطلع الشمس، وبعد العصر حتى تغرب". (الصحيح للبخارى، باب لاتتحرى الصلاة قبل غروب الشمس (ح: ۵۸۸)/الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلوٰة فيها (ح: ۱۹۲۰) انيس)

(۴) منع عن التنفل فى هذين الوقتين قصدًا لا عن غيره لرواية الصحيحين:"لا صلاة بعد ==

کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے:

سوال: جیسا کہ بعد العصر، بعد الفجر کسی قسم کی نوافل پڑھنا ممنوع ہے، کیا اسی طرح بعد الظہر بھی کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا؟ اور اگر پڑھ سکتا ہے، تو کیا کسی فقہ کی کتاب سے یہ ثابت ہے یا نہیں؟ کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر وبعد الفجر کی طرح ہے؟

== صلاة العصر حتی تغرب الشمس". الخ. (البحر الرائق: ۴۳۷/۱)

والحديث أخرجه البخاری فی صحيحه، باب حج النساء (ح: ۱۸۶۴)/ومسلم عن أبی هريرة، باب الأوقات التی نهی عن الصلاة فيها (ح: ۸۲۵) انیس)

"وكره نفل ولو سنة الفجر بعد الصلاة وصلاة العصر. ولا يكره قضاء فائتة ولو وترًا، الخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة: ۳۷۴/۱، ط: سعید کمپنی)

☆ **فجر وعصر کے بعد نماز:**

سوال: کوئی شخص نماز فجر اور نماز عصر با جماعت ادا کرتا ہو، تو ایسا شخص ان دونوں نمازوں کے بعد کونسی نماز پڑھ سکتا ہے؟
(ایم، ایس، خان، اکبر باغ)

الجواب

فجر اور عصر کے بعد نفل نماز اور رکعات طواف پڑھنا مکروہ ہے، (عن عمر رضی الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهٰى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب". (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۱ -۵۸۲ -۵۸۵)

قال فی الدر المختار: (وكره نفل) قصدًا... (وكل ما كان واجباً)... (لغيره)... (كمنذور، وركعتی طواف).

قال فی رد المحتار: (قوله وركعتی طواف) ظاهره ولو كان الطواف فی ذٰلک الوقت المكروه ولم أره صريحًا، و يدل عليه ما أخرجه الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن معاذ بن عفراء:

أنه طاف بعد العصر أو بعد صلاة الصبح ولم يصل، فسئل عن ذلک، فقال: "نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس، وعن صلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس".

ثم رأيته مصرحًا به فی الحلية و شرح اللباب. (رد المحتار كتاب الصلاة، قبيل مطلب فی تكرار الجماعة: ۳۷۵/۱) والحديث أخرجه الطحاوی فی شرح معانی الآثار، باب الركعتين بعد العصر (ح: ۱۸۱۷) انیس)

فرائض و واجبات پڑھی جاسکتی ہیں، چنانچہ فوت شدہ نمازوں کی قضا، نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت ان اوقات میں بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔

"تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما في معناها إلا الفرائض ...فيجوز فيها قضاء الفائتة و صلاة الجنازة وسجدة التلاوة". (الفتاویٰ الهندية: ۵۲/۱) (کتاب الفتاویٰ: ۲-۱۲۶)

الجواب

بعد الظہر کا وقت مثل بعد العصر و بعد الفجر کے نہیں ہے، عصر و فجر کے بعد نوافل درست نہیں ہیں۔(۱)
(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۷۰۔۷۱)

طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ:

سوال: طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا کیوں منع ہے؟

الجواب

حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ ان وقتوں میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں۔اس لئے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۳۴)

طلوع وغروب کے وقت نماز نہ پڑھنے کی وجہ:

سوال: حدیث شریف میں طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، اور ممانعت کی وجہ "طلوع شمس بین قرنی الشیطان" (۳) ہے، جس کی وجہ سے شیطان کی عبادت کا شبہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر

(۱) عن ابن عباس ... أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن الصلاة بعد الصبح حتی تشرق الشمس، وبعد العصر حتی تغرب. (الصحیح للبخاری، باب الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس (ح: ۵۸۱)/الصحیح لمسلم، باب الأوقات التی نھی عن الصلاة فیھا(ح: ۸۲۶) انیس)

(وکرہ نفل)الخ (بعد صلاة فجرو)صلاة (عصر)،الخ. (الدر المختار علیٰ ھامش ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، قبیل مطلب فی تکرار الجماعة: ۱/۳۴۸، ظفیر)

(۲) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "لاتحروا بصلوٰتکم طلوع الشمس ولاغروبھا فإنھا تطلع بین قرنی الشیطان". (متفق علیہ)(الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب الأوقات التی نھی عن الصلاة فیھا(ح: ۸۲۸)انیس)

وفی روایة : ثم اقصر عن الصلوٰة حین تطلع الشمس حتی ترتفع فإنھا تطلع حین تطلع بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لھا الکفار. (الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب الأوقات التی نھی عن الصلاة فیھا(ح: ۸۳۲)انیس)

(۳) والحدیث بتمامه: "عن عبد اللّٰہ الصنابحی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: الشمس تطلع ومعھا قرن الشیطان، فإذا ارتفعت فارقھا، فإذا استوت قارنھا، فإذا زالت فارقھا، فإذا دنت للغروب قارنھا، فإذا غربت فارقھا. ونھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلوٰة فی تلک الساعات". (سنن النسائی، کتاب المواقیت، الساعات التی نھی عن الصلوٰة فیھا: ۱/۹۵، قدیمی (ح: ۵۵۹)/موطاالإمام مالک، ت: عبد الباقی (ح: ۴۴)/ومن روایة محمدبن الحسن الشیبانی، الصلاة عن طلوع الشمس وعندغروبھا (ح: ۱۸۱)/الصحیح لابن خزیمة، باب الزجرعن تحری الصلاة عند طلوع الشمس (ح: ۱۲۷۴)انیس)

یہ حکم عام کیوں ہے؟ اس وجہ سے کہ جو لوگ خانۂ کعبہ سے مشرق کی جانب رہتے ہیں، تو ان کے لئے غروب آفتاب کے وقت ممانعت سمجھ میں آتی ہے، اس لئے کہ سورج مصلی کے سامنے ہوتا ہے، مگر طلوع کے وقت یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، جو کہ سورج وقرنِ شیطان اور شیطان مصلی کے پیچھے ہوتے ہیں، تو اس صورت میں بجائے شیطان کی تعظیم کے توہین وتذلیل ہوتی ہے۔

جس طرح اگر تصویر مصلی کے سامنے ہو، تو نماز پڑھنے کے لئے ممانعت آئی ہے، اس لئے کہ تصویر کی تعظیم ہوتی ہے اور عبادت کا بھی شبہ ہوتا ہے، مگر جب تصویر مصلی کے پیچھے یا قدموں کے نیچے ہو، تو یہ شبہ جاتا رہتا ہے، اور بجائے تعظیم کے تذلیل ہوتی ہے، تو اس صورت میں نماز کی اجازت ہے، پھر ایک حدیث ہے:-

إذا أتيتم الغائط، فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها، ولكن شرقوا أو غربوا، أو كما قال عليه السلام. (۱)

جس طرح حدیث مذکورہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ارشاد فرمائی اور جو لوگ خانۂ کعبہ سے مشرق یا مغرب کی جانب رہتے ہیں، ان کے لئے "شرقوا أو غربوا" کا حکم نہیں ہے، اسی طرح اوپر کا مسئلہ ہونا چاہئے تھا، کہ جو لوگ خانۂ کعبہ سے مشرق کی جانب رہتے ہیں، ان کے لئے غروب آفتاب کے وقت ممانعت ہونی چاہئے تھی، اور جو لوگ خانۂ کعبہ سے مغرب کی جانب رہتے ہیں، تو ان کے لئے غروب کے بجائے طلوع کے وقت ممانعت ہونی چاہئے تھی، پھر اس حکم کو عموم پر محمول کرنے کی وجہ کیا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

طلوع، استوا، غروب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ اوقات "**عَبَدَةُ الشمس**" کی عبادت کے اوقات ہیں، تشبہ فی الوقت کی بنا پر منع کیا گیا ہے، یہ مقصود نہیں ہے کہ سورج کو سجدہ کرنا لازم آتا ہے، یا سورج کے قریب شیطان یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ مجھے سجدہ کیا جا رہا ہے، ورنہ جو اشکال آپ نے مشرق اور مغرب کے رہنے والوں پر ایک ایک شق لیکر تقسیم کر دیا ہے (شمال وجنوب والوں کو اشکال سے حصہ نہیں ملا) وہ اشکال استوا کے وقت کسی جگہ رہنے والوں پر بھی نہیں ہوئے۔

---

(۱) "عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم:" إذا أتيتم الغائط، فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولابول ولاتستدبروها، ولكن شرقوا أو غربوا"، قال: أبو أيوب: فقدمنا الشام، فوجدنا مراحيض قد بُنيت مستقبل القبلة فننحرف عنها، ونستغفر الله". (جامع الترمذي، أبواب الطهارة، باب في النهي عن استقبال القبلة بغائط أوبول: ۸/۱، سعيد) (ح: ۸) الصحيح للبخاري، باب قبلة أهل المدينة، وأهل الشام والمشرق (ح: ۳۹٤) / الصحيح لمسلم، باب الاستطابة (ح: ۲٦٤) / مستخرج أبي عوانة، بيان حظر استقبال القبلة واستدبارها (ح: ٥٠٥) انيس)

پس اس کا محل کسی خطۂ ارض کے باشندے بھی نہیں ہوں گے، حالانکہ نہی کے مخاطب ضرور ہیں، ورنہ بلا مخاطب کے نہی لازم آئے گی۔ لہٰذا مناط حکم صرف تشبہ فی الوقت ہے، نہ کہ جہتِ قبلہ معینہ، تاکہ دوسری جہات کو خارج کرنے کا واہمہ پیدا ہو، بعض وقت نفسِ وقت میں کراہت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے، جیسے تسجیرِ جہنم کا وقت (۱) بعض دفعہ وقت میں کسی مجاور کی وجہ سے کراہت آجاتی ہے، (۲) غرض اسباب کراہت مختلف ہوتے ہیں۔

"منع عن الصلاة، وسجدة التلاوة، وصلاة الجنازة عند طلوع الشمس والاستواء والغروب إلا عصريومه، آه". (كنز الدقائق)

" لما روى الجماعة إلا البخارى من حديث عن عقبة بن عامر الجهنى رضى الله تعالىٰ عنه قال:" ثلٰث ساعات كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن أو نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغةً حتى ترفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف للغروب حتى تغرب". (۳)

"والمراد بقوله:" أن نقبر "صلاة الجنازة .. عن عقبه رضى الله تعالىٰ عنه قال:"نهانا رسول اللّٰه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن نصلى علىٰ موتانا". أطلق الصلوٰة فشمل فرضها ونفلها، لأن الكل ممنوع، فإن كانت الصلوٰة فرضاً أوواجبةً فهى غيرصحيحة؛ لأنها نقصان فى الوقت بسبب الأداء فيه تشبيهاً بعبادة الكفار المستفاد من قوله صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم:"إن الشمس تطلع

(۱) "عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه و نافع مولىٰ عبد الله بن عمررضى الله تعالىٰ عنهما عن عبد الله بن عمر أنهما حدثاه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم أنه قال:"إذا اشتد الحر، فأبردوا بالصلوٰة، فإن شدة الحرمن فيح جهنم". (صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب الإبراد بالظهرفى شدة الحر: ۷٦/۱، قديمى)

(۲) "والبيع وقت النداء، مثال لما قبح لغيره مجاورًا، فإن البيع فى ذاته أمرمشروع مفيد للملك، وإنما يحرم وقت النداء؛ لأن فيه ترك السعى إلى الجمعة الواجب بقوله تعالىٰ ﴿فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِاللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ وهذا المعنى مما يجاورالبيع فى بعض الأحيان فيما إذا باع وترك السعى، وينفك عنه فى بعض الأحيان فيما إذا سعى إلى الجمعة، وباع فى الطريق بأن يكون البائع والمشترى راكبين فى سفينة تذهب إلى الجامع". (نورالأنوار، مبحث النهى، بحث كون القبيح لعينه نوعين، ص: ٦٢، سعيد)

وقال الله تعالىٰ: ﴿فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِاللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾. (سورة الجمعة: ۹)

"وأيضاً لما لم يتعلق النهى بمعنى فى نفس العقد وإنما تعلق بمعنىً فى غيره وهوالاشتغال عن الصلاة، وجب أن لايمنع وقوعه وصحته، كالبيع فى آخروقت صلاة يخاف فوتها إن اشتغل به، وهومنهى عنه، ولايمنع ذلك صحته؛ لأن النهى تعلق باشتغاله عن الصلوٰة". (أحكام القرآن للجصاص: ۳/ ٦۷۰، قديمى)

(۳) الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح: ۸۳۱) انيس

بين قرني الشطان،إذا ارتفعت فارقها،ثم استوت قارنها،فإذا زالت فارقها،فاذا دنت للغروب قارنها،وإذا غربت فارقها". ونهى عن الصلوٰة فى تلك الساعات". رواه مالك فى الموطأ،آه". (البحرالرائق:۱/۲۴۹)(۱) **فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند-۲۵/۴/۱۳۹۰ھ-(فتاویٰ محمودیہ:۳۷۳/۵-۳۷۶)☆

طلوع کے بعد اور غروب سے قبل نماز کے جواز کی حد کیا ہے:

سوال: طلوع آفتاب سے کتنے منٹ کے بعد وقت مکروہ نکل جاتا ہے اور نماز اشراق جائز ہوجاتی ہے، غروب سے کتنے منٹ پہلے کراہت شروع ہوجاتی ہے۔ یہاں کے عوام کے لئے تعداد منٹ معلوم ہونے کی ضرورت ہے؟

الجواب______________

في الدرالمختار: وكره تحريمًا(إلى قوله) مع شروق.

في رد المحتار: مادامت العين لاتحارفيها فهي في حكم الشروق كما تقدم في الغروب أنه الأصح كما في البحر(ح) أقول: ينبغي تصحيح مانقلوه عن الأصل للإمام محمد من أنه ما لم ترتفع الشمس قدر رمح فهي في حكم الطلوع لأن أصحاب المتون مشوا عليه في صلوٰة العيد،الخ. (ج:۱،ص:۳۸۴)

---

(۱) البحرالرائق شرح كنز الدقائق،كتاب الصلوٰة:۱/ ۴۳۳، رشيدية
موطاالإمام مالك،ت:عبدالباقي،باب النهي عن الصلاة بعدالصبح وبعدالعصر،ح:۴۴. انيس

☆ **طلوع آفتاب کے وقت عبادت کیوں منع ہے:**

سوال: فجر کی نماز کے بعد ۲۰ منٹ تک کوئی بھی نماز منع کیوں ہے؟

الجواب______________ باللّٰه التوفيق

سورج نکلنے کے وقت چوں کہ عموماً شیطان کی عبادت کی جاتی ہے، اس لئے اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا، تاکہ مشابہت سے بچا جائے، اور سورج فوراً پورا نکل نہیں آتا، بلکہ اس کے مکمل طلوع ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے، اس لئے احتیاطاً بیس منٹ کی بات کہی جاتی ہے۔(عن عمرو بن عبسة قال: قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة فقدمت المدينة فدخلت عليه، فقلت: أخبرني عن الصلوٰة ؟قال:"صل صلوٰة الصبح ثم اقصرعن الصلوٰة حين تطلع الشمس حتى ترتفع فإنها تطلع بين قرني الشيطان وحينئذ يسجد لها الكفار ثم صل،فإن الصلوٰة مشهودة محضورة حتى يستقل الظل بالرمح ثم اقصرعن الصلوٰة فإنها حينئذ تسجرجهنم إذا أقبل الفيء فصل...الخ. (الصحيح لمسلم،كتاب الصلوٰة،باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها(ح:۸۳۲) انيس) فقط واللہ اعلم (دینی مسائل اوران کا حل:ص۸۱)

وفیه قدر رمح هو اثنا عشر شبرًا. (ج:۱،ص: ۸۷۰)

اس سے دوقول ثابت ہوئے، (۱) اول ایسر ہے، ثانی احوط ہے۔

۲۸/رمضان ۱۳۳۳ھ۔ (تتمہ ثالثہ،ص: ۸۵) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۵۷-۱۵۸)

طلوع کے بعد اور غروب سے قبل مکروہ وقت کی مقدار:

سوال: طلوع آفتاب سے کتنی دیر بعد اور غروب آفتاب سے کتنی دیر پہلے نماز پڑھنا جائز ہے، اور کیا وقت کی کوئی ایسی مقدار مقرر ہے جو کہ ہر جگہ معتبر ہو، کوئی ایسا ضابطہ بتا دیا جائے جو پوری دنیا میں ہر جگہ کام آسکے، میں اس کے مطابق ٹورنٹو (کینیڈا) کا نقشہ بنانا چاہتا ہوں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس بارے میں اصل ضابطہ جو پوری دنیا کے لیے کارآمد ہے، وہ یہ ہے کہ جب تک آفتاب طلوع کے بعد اس کیفیت پر رہے کہ اس کو دیر تک دیکھنے میں آنکھوں کو دشواری اور خیرگی نہ ہو، اس وقت تک نماز پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح عصر میں جب یہ کیفیت ہو جائے، نماز مکروہ ہے، الاعصر یومہ، مگر یہ معیار اس وقت صحیح ہوگا جب مطلع پر ابر اور غبار وغیرہ نہ ہو، ورنہ کیفیت مذکورہ عوارض کی وجہ بہت دیر تک حتی کہ بعض ایام میں دوپہر تک رہتی ہے، اور بعض علاقوں میں دن بھر آفتاب کی روشنی میں تیزی نہیں آتی، ایک دوسرا معیار بھی فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ جب آفتاب طلوع کے بعد افق سے ایک رمح (نیزہ) کی مقدار بلند ہو جائے، تو نماز پڑھنا درست ہے، اسی طرح عصر کے بعد جب آفتاب کی بلندی افق سے ایک رمح کی مقدار سے کم ہونے لگے، تو نماز درست نہیں، (**إلا عصر یومه**) رمح کی مقدار بارہ بالشت ہے۔

قال العلاء فی بیان وقت العصر: (مالم یتغیر ذکاء) بأن لاتحار العین فیها فی الأصح. (الدر المختار)

وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ: (قوله فی الأصح) صححه فی الهدایة وغیرها، وفی الظهیریة: إن أمکنه إطالة النظر فقد تغیرت وعلیه الفتویٰ، وفی النصاب وغیره: وبه نأخذ وهو قول أئمتنا الثلاثة ومشائخ بلخ وغیرهم، کذا فی الفتاویٰ الصوفیة (إلیٰ قوله) وقیل: حد التغیر أن یبقی للغروب أقل من رمح وقیل أن یتغیر الشعاع علی الحیطان کما فی الجوهرة، ابن عبد الرزاق. (ردالمحتار: ۱/۳۴۱) (۲)

(۱) بہشتی زیور حصہ دوم ص:۱۲ کے حاشیہ میں دونوں قولوں کو اس طرح جمع کر لیا گیا ہے ''اونچائی کی حد ایک نیزہ ہے، اور یہ وہ وقت ہے جب کہ سورج کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں''۔ غروب سے پہلے جب سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے اور پھیکی پڑ جائے، تو مکروہ وقت شروع ہو گیا۔ سعید پالنپوری

(۲) کتاب الصلاۃ، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۱/۳۶۷-۳۶۸، ط: بیروت، انیس

وقال ابن عابدین أیضًا: (قوله مع شروق) وما دامت العین لاتحار فیها فهی فی حکم الشروق کما تقدم فی الغروب أنه الأصح کما فی البحر، ح.

أقول: ینبغی تصحیح مانقلوه عن الأصل للإمام محمد من أنه ما لم ترتفع الشمس قدر رمح فهی فی حکم الطلوع لأن أصحاب المتون مشوا علیه فی صلاة العید حیث جعلوا أول وقتها من الارتفاع ولذا جزم به هنا فی الفیض ونور الإیضاح. (رد المحتار: ۳٤٤/۱)

وقال فیه أیضاً: (قوله قدر رمح) هو اثنا عشر شبرًا. (رد المحتار: ۱/ ۷۷۹)(۱)

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اعتبار آفتاب کی روشنی کا ہے، اور قدر رمح سے اسی کی تخمین کی جاسکتی ہے، کما یظهر من قول ابن عابدین رحمہ اللّٰہ تعالیٰ: وقیل حد التغیر أن یبقی للغروب أقل من رمح، درایۃ بھی تغیر شمس کو معیار قرار دینے کی وجہ معقول ہے اور قدر رمح کو مقصود بالذات قرار دینا غیر معقول ہے، إلا أن یوجه بأنه قد یعطی لقرب الشیء حکم الشیء فقدروا القرب بما دون الرمح ولکن تقدیر الفاصل بین القرب والبعد بالرمح أیضاً یحتاج إلی وجه، اگر قدر رمح کا مستقل قول ہونا تسلیم کرلیا جائے، تو بھی تغیر شمس کا قول راجح ہوگا، لکونه موجهًا، قدر رمح کی بجائے آفتاب میں تغیر کا معلوم کرنا سہل بھی ہے۔ غرضیکہ اصل اعتبار روشنی کا ہے، اگر کبھی فضائی اثر کی وجہ سے روشنی کا اندازہ نہ ہوسکے، تو قدر رمح سے اندازہ کیا جائے، اصل معیار تو یہی دو ہیں جو ذکر کئے گئے، کیونکہ یہ پوری دنیا کے لئے ہیں، ان کے پہچاننے میں نہ کسی آلہ کی ضرورت ہے، نہ گھڑی کی حاجت ہے، ہر عام وخاص ان کو پہچان سکتا ہے، اسلام کا دین فطرت اور عالمگیر ہونا بھی ایسے ہی معیار کو مقتضی ہے، وقت کی کوئی ایسی مقدار متعین نہیں کی جاسکتی، جو ہر جگہ چل سکے، کیونکہ مختلف مقامات اور مختلف موسموں میں اس وقت کی مقدار کا مختلف ہونا ضروری امر ہے۔ بڑے شہروں میں چونکہ طلوع وغروب کے وقت آفتاب کا مشاہدہ مشکل ہے، اس لئے اس کا کوئی معیار متعین کرنے کی ضرورت ہے، چند سال پیشتر ۲۵ء۸ عرض البلد میں بندہ نے دوسرے علما کی معیت میں مشاہدہ کیا، تو طلوع سے دس منٹ بعد اور غروب سے پندرہ منٹ پہلے کا فیصلہ کیا گیا، مگر یہ یاد نہیں رہا کہ یہ مشاہدہ کس تاریخ میں کیا گیا تھا، اس لئے اس سے کوئی معیار مقرر نہیں کیا جاسکتا۔

گذشتہ رمضان میں اس مقصد کے لئے بندہ نے مدرسہ محمدیہ نزد ٹنڈو آدم (طول ۷ء۶۸، عرض ۸ء۲۵) کا سفر کیا، مگر ابر کی وجہ سے مشاہدہ نہ ہوسکا، بالآخر مولوی محمد صدیق صاحب مہتمم مدرسہ محمدیہ کے ذمہ لگایا گیا کہ وہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ ستمبر کو اپنے ساتھ کم از کم دو اور سمجھدار افراد کو لے کر تین روز تک مسلسل صبح وشام مشاہدات کر کے نتائج تحریر کریں،

(۱) کتاب الصلاة، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۱/۱، ط بیروت، انیس

چنانچہ حسب ہدایت مشاہدات سے ثابت ہوا کہ طلوع سے نو منٹ بعد آفتاب میں معہود تمازت آ گئی اور غروب سے تیرہ منٹ قبل مکروہ وقت شروع ہوا، یہ فیصلہ بہت احتیاط سے کیا گیا ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مکروہ وقت دونوں جانب اس سے بھی کچھ کم تھا، بندہ نے مثلث کروی کے حساب سے وقت مذکور میں آفتاب کا زاویہ ارتفاع معلوم کیا، تو نو منٹ ۴؍۱ء، اور تیرہ منٹ ۳؍۲ء، ہوا، اس تخریج میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ طلوع وغروب کے وقت آفتاب افق سے ۸ء۰ نیچے ہوتا ہے، مگر زاویہ ارتفاع افق حقیقی (۹۰ء) سے لیا گیا ہے، زاویہ ارتفاع کے تعیین کے بعد ہر مقام اور ہر موسم میں وقت مکروہ کا دائمی نقشہ تیار کیا جا سکتا ہے، چنانچہ زاویہ ارتفاع ۴ء۱ کے مطابق کراچی میں مارچ اور ستمبر میں طلوع کے بعد نو منٹ اور جون اور دسمبر میں گیارہ منٹ پر مکروہ وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا مکروہ وقت زیادہ سے زیادہ غروب سے سولہ منٹ قبل شروع ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳؍شوال ۱۳۹۷ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲؍۱۴۱۔۱۴۳) ☆

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں، جواب دیگر:

سوال: طلوع آفتاب ونصف النہار وغروب آفتاب، ان تینوں وقتوں میں نماز، سجدۂ تلاوت ونماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟

(المستفتی نمبر: ۲۴۷۲، شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ، ضلع مغربی خاندیس) ۸؍صفر ۱۳۵۸ھ ؍۳۰ ؍مارچ ۱۹۳۹ء)

☆ **مکروہ اوقات کی مقدار:**

سوال: طلوع آفتاب کے کتنی دیر بعد دوسری نماز پڑھ سکتے ہیں، غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد مغرب کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ظہر کا وقت شروع ہونے سے کتنی دیر پہلے سے نماز یا سجدہ کا ترک کرنا ضروری ہے؟ (محمد عبدالقادر پاشاہ، سدی عنبر بازار)

الجواب

جب آفتاب پوری طرح نکل آئے، تو وقت مکروہ ختم ہو جاتا ہے۔ (فقہاء احناف کی کئی متداول کتابوں میں مختلف تعبیرات کے ساتھ یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ مذکور ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "ثلاث ساعات لاتجوز فیھا المکتوبۃ ... إذا طلعت الشمس حتی ترتفع". (الفتاوی الھندیۃ: ۵۲/۱) حدیث پاک میں اس حکم کے اظہار کے لیے بھی یہ تعبیر اختیار کی گئی ہے: "لاصلوۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس". (صحیح البخاری، ح: ۵۸۶، صحیح مسلم، ح: ۸۳۱، محشی)

عام طور پر مکمل آفتاب نکلنے میں دس بارہ منٹ کا وقت لگتا ہے، اہل علم نے لکھا ہے کہ احتیاطاً بیس منٹ نماز سے توقف کیا جائے، ظہر سے پہلے جو وقت مکروہ ہے، اس کا عرصہ بمقابلہ طلوع آفتاب کے کم ہے، اس لئے ظہر کا جو وقت اوقات نماز میں لکھا ہوتا ہے، اس سے پندرہ منٹ پہلے نماز ترک کر دینی چاہیئے، غروب آفتاب سے پہلے جب آفتاب زرد پڑ جائے اور اتنا تغیر ہو جائے کہ نگاہ قرص آفتاب پر ٹھہرنے لگے، تو وقت مکروہ شروع ہو جاتا ہے، اور جونہی آفتاب غروب ہو جائے وقت مکروہ ختم ہو جاتا ہے۔

(کتاب الفتاویٰ: ۲؍۱۲۵۔۱۲۶)

الجواب

یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں،اوران میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے،اورخدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہوسکتی ہے۔اس لئے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔(۱)

جواب دیگر:

فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے،آفتاب نکلنے کے بعد جب اونچا ہوجائے تو پڑھے۔(۲)فقط

(کفایت المفتی:۳/۶۸-۶۹)

آفتاب کے طلوع واستواوغروب کے وقت سجدۂ تلاوت اورنماز جنازہ کاحکم:

سوال: صلوٰۃ جنازہ وسجدۂ تلاوت وغیرہ،طلوع واستواوغروب شمس پر درست ہے یانہیں؟ درصورت عدم جواز اگر پڑھ لیوے،توادا ہوگا یانہیں؟

---

(۱) قال عمروبن عبسة السلمی الخ فقلت:یا نبی اللّٰہ ! أخبرنی عما علّمک اللّٰہ وأَجھلُہ،أخبرنی عن الصلاۃ؟ قال:"صل صلاۃ الصبح،ثم اقصرعن الصلاۃ حین تطلع الشمس حتی ترتفع،فإنھا تطلع حین تطلع بین قرنی شیطان، وحینئذ یسجد لھا الکفار، ثم صل، فإن الصلاۃ مشھودۃ محضورۃ،حتی یستقل الظل بالرمح، ثم اقصرعن الصلاۃ فإن حینئذ تسجرجھنم، فإذا أقبل الفیء فصل،فإن الصلاۃ مشھودۃ محضورۃ حتی تصلی العصر،ثم اقصرعن الصلاۃ حتی تغرب الشمس فإنھا تغرب بین قرنی شیطان وحینئذ یسجد لھا الکفار".(الصحیح لمسلم،کتاب الصلاۃ،باب الأوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا(ح:۱۹۳۰) انیس)

"(و کرہ) تحریمًا ، وکل ما لا یجوز مکروہ (صلاۃ) مطلقًا ... (مع شروق) ... (و استواء) ... (وغروب...)".(الدرالمختار)

وفی الشامیة:" لکن الصحیح الذی علیه المحققون أنه لانقصان فی ذٰلک الجزء نفسه بل فی الأداء فیه لما فیه من التشبه بعبدۃ الشمس ، الخ".(رد المحتار،کتا ب الصلاۃ: ۱/۳۷۲،مطلب یشترط العلم بدخول الوقت،ط:سعید کمپنی)

وفی الھندیة:" ثلٰث ساعات لا تجوز فیھا المکتوبة ولا صلاۃ الجنازۃ ولا سجدۃ التلاوۃ ، الخ ، حتی ترتفع وعندالانتصاف إلٰی أن تزول وعند احمرارھا إلٰی أن تغیب"،الخ.(عالمگیریة،الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۱/۵۲، ماجدیة،کوئٹه)

(۲) لروایة الصحیحین:" لاصلاۃ بعد صلاۃ العصرحتی تغرب الشمس ولاصلاۃ بعد صلاۃ الفجرحتی تطلع الشمس. (البحرالرائق: ۱/۴۳۷)(صحیح البخاری ، باب حج النساء (ح: ۱۸۶۴)/ والصحیح لمسلم عن أبی ھریرۃ،باب الأوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا (ح:۸۲۷)انیس)

الجواب

عین طلوع واستوا وغروب میں نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت مکروہ تحریمہ ہے۔(۱)

مع ہذا اس وقت میں اگر پڑھ لیوے، تو ادا ہو جاتا ہے اور ذمہ سے سقوط ہو جاتا ہے، بشرطیکہ اسی وقت تلاوت آیت کی ہو اور جنازہ حاضر ہوا ہو،(۲) اور جو پہلے وقت مکروہ سے، سجدہ کی آیت پڑھے اور جنازہ آیا اور مکروہ وقت میں ادا کیا، تو ادا نہیں ہوتا، دوبارہ پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:۲۵۳)

آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں:

سوال: آفتاب نکلنے پر فوراً نماز پڑھنا درست ہے یا نہ، اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے؟

الجواب

آفتاب کے نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں ہے، بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۲/۴۳)

---

(۱) قال ابن المبارك: معنى هذا الحديث أن نقبر فيهن موتانا، يعنى الصلاة على الجنازة وكره الصلاة على الجنازة عند طلوع الشمس وعند غروبها. (سنن الترمذى، باب ماجاء فى كراهية الصلاة على الجنازة عند طلوع الشمس و عند غروبها (ح: ١٠٣٠) انيس)

" لاتجوز الصلوٰة وسجدة التلاوة وصلوٰة الجنازة عند طلوع الشمس وزوالها وغروبها ". (الاختيار لتعليل المختار، فصل الأوقات التى تكره فيها الصلوٰة: ٥٦/١، دار الخير. انيس)

(۲) قال: والمراد بالنفى المذكور فى صلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة الكراهة حتى لو صلاها فيه أو تلا سجدة فيه وسجدها جاز؛ لأنها أديت ناقصة كما وجبت إذ الوجوب بحضور الجنازة والتلاوة. (الهداية، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلوٰة: ٦٨/١، انيس)

عن على بن أبى طالب، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال له: ياعلى! ثلاث لاتؤخرها: الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفوًا. (سنن الترمذى، باب ما جاء فى الوقت الأول من الفضل (ح: ١٧١)/ السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب اعتبار الكفاءة (ح: ٢٤٠٩)/ تخريج الأحاديث المرفوعة المسندة فى كتاب التاريخ الكبير للبخارى (ح: ١٥٠) انيس)

(۳) (كره) تحريماً، الخ، (مع شروق)، الخ، (واستواء). (الدر المختار)

(قوله مع شروق الخ) مالم ترتفع الشمس قدر رمح. (رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ٣٤٤/١، ظفير)

" لاتجوز الصلوٰة وسجدة التلاوة وصلوٰة الجنازة عند طلوع الشمس وزوالها وغروبها". (الاختيار لتعليل المختار، فصل الأوقات التى تكره فيها الصلوٰة: ٥٦/١، دار الخير. انيس)

اوقات ممنوعہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

(وکرہ)تحریمًا ...(صلاۃ)...(ولو)قضاء أو واجبۃ أو نفلاً أو(علیٰ جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ و سھو)...(مع شروق...(واستواء)... (وغروب).(الدر المختار: ۲/ ۳۰-۳۲)(۲)**فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم**

عبداللہ خالد مظاہری۔۳/ ۷/ ۱۴۰۱ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/ ۳۶۴)

بوقت طلوع سجدۂ تلاوت:

سوال: مکرم ومحترم جناب مولوی جمیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

شاید جناب کو یاد ہو کہ دوران قیام کراچی میں نے دریافت کیا تھا کہ ''اوقات ممنوعۂ نماز میں سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے'' اور جناب نے فرمایا تھا کہ ''اگر سجدۂ تلاوت تازہ ہے، تو ہر وقت ادا کیا جاسکتا ہے''۔ یعنی ''اوقات ممنوعۂ صلوٰۃ میں ادائیگی کی اجازت ہے''۔

ہماری مسجد میں یہ سوال اٹھا، اور ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے تحقیق کی ہے کہ 'دوران طلوع آفتاب سجدہ ادا نہ کیا جائے'۔ یہ سوال یوں پیدا ہوا کہ بعد نماز صبح مسجد میں درس قرآن ہورہا تھا، ایک آیت سجدہ تلاوت کی گئی، اس وقت طلوع ہورہا تھا، یا وقت طلوع بالکل قریب تھا'۔ ازراہ کرم مطلع فرمائیں کہ صحیح دین کیا ہے۔ آیا تازہ سجدۂ تلاوت ہر وقت ادا کیا جاسکتا ہے، یا کوئی قید ہے کہ فلاں وقت ادا نہ کیا جائے؟

الجوابـــــــــــــــــــ

(جواب از جامعہ اشرفیہ لاہور): مبسملاً ومحمدلاً ومصلیًا ومسلمًا!

(منع عن الصلوٰۃ وسجدۃ التلاوۃ وصلوٰۃ الجنازۃ عند الطلوع والاستواء والغروب، الخ)

(۱) البتہ اگر آیت سجدہ کی تلاوت اسی وقت کی گئی ہو تو سجدۂ تلاوت کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، لیکن تاخیر افضل ہے۔ (ردالمحتار: ۱/ ۳۴۷) انیس)

(۲) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۱/ ۳۷۰-۳۷۲، انیس

وأراد بسجدة التلاوة وصلوٰة الجنازة ما وجبت قبل هذه الأوقات،أما إذا تلاها فيها أو حضرت الجنازة فيها فأداها فإنه يصح من غير كراهة،إذ الوجوب بالتلاوة والحضور، وظاهر التسوية بين صلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة أنه لوحضرت الجنازة فى غيرمكروه فأخرها حتى صلاها فى الوقت المكروه فإنها لاتصح وتجب إعادتها كسجود التلاوة.(البحرالرائق: ۱/۲٤۹)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت اگر تازہ ہو،یعنی وقت مکروہ میں تلاوت سے وجوب آیا ہو،تو وقت مکروہ میں اس کا ادا کرنا جائز ہے اور اگر وقت مکروہ سے پہلے وجوب آیا ہو،تو وقت مکروہ میں ادا کرنا جائز نہیں ہے،اگر ادا کیا،تو اس کا اعادہ واجب ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عزیز الرحمٰن نائب مفتی جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور۔۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ/الجواب صحیح:جمیل احمد عفا عنہ

خط بندہ رشید احمد بنام مفتی جمیل احمد صاحب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی ومحترمی زیدت عنایاتکم　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج سامی بخیر ہوں گے۔

آنجناب کا ایک افتا نظر سے گذرا،جس میں تحریر ہے کہ شروق،غروب اور استوا کے وقت سجدۂ تلاوت حاضرہ جائز ہے،استدلال میں بحر کی یہ عبارت ہے:

" أما إذا تلاها فيها أوحضرت الجنازة فيها فأداها فإنه يصح من غير كراهة".(ج:۱/ص:۲٤۹)

بندہ کی رائے ناقص یہ ہے کہ آپ کے فتویٰ میں جواز سے مراد جواز مع الکراہۃ التنزیہیہ ہے اور بحر کے جزئیہ میں "**من غير كراهة**" سے کراہت تحریمیہ کی نفی مقصود ہے۔

قال فى العلائية:" فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما:أى تحريما.وفى التحفة:الأفضل أن لا تؤخر الجنازة.(الدرالمختار)

فى الشامية:(قوله أى تحريما)أفاد ثبوت الكراهة التنزيهية.

وأيضًا فيها تحت قوله(وفى التحفة): ... فثبتت كراهة التنزيه فى سجدة التلاوة دون صلوٰة الجنازة.(رد المحتار: ۱/۳٤۷،قبل مطلب فى تكرار الجماعة)

اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے کراہت کی نفی فرمائی ہے،اس سے مراد کراہت تحریمیہ کی نفی ہے،نہ کہ کراہت تنزیہیہ کی،خود علامہ شامی نے بھی بحث مذکور سے قبل "**أوعلى جنازة**" کے تحت "**وإلا فلا كراهة كما سيذكره**

الشارح ''میں کراہت تحریمیہ کی نفی کی ہے، اور پھر قول شارح کے تحت علامہ شامیؒ نے کراہت تنزیہیہ کو ثابت کیا ہے، کما قدمنا، اور عالمگیریہؒ میں خلاصہؒ سے نقل کیا ہے کہ سجدۂ تلاوت میں تاخیر افضل ہے۔

بہر کیف اس سے متعلق رائے سامی سے مطلع فرما کر ممنوں فرمائیں اور ماہ مقدس کی مبارک ساعات میں دعاء خیر سے فراموش نہ فرمائیں، احسان ہوگا۔ فقط والسلام علیکم (رشید احمد عفا اللہ عنہ۔ غرہ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ)

(جواب از مفتی جمیل احمد صاحب):

محترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جزاک اللہ، راجح وقوی تنزیہی ہونا ہی ہے، اسی کو فتویٰ میں لکھنا تھا، احتیاط بھی اسی میں ہے، کیوں کہ جیسے بعض حضرات نے خلاف افضل کہا ہے، بعض نے مکروہ تحریمی بھی کہہ دیا، ''**خیر الأمور أوسطها**'' بھی رہا، عالمگیریؒ نے غیر افضل کہا ہے، **لکن الأفضل التأخیر فیها**۔

خط اصل بنام حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

مکرم ومحترم جناب مفتی صاحب قبلہ زاد مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا !

باعث تحریر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت ہر وقت ادا کیا جا سکتا ہے، یا اوقات ممنوعۂ صلوٰۃ میں ادا نہ کیا جائے، مولوی جمیل احمد صاحب مفتی مدرسہ اشرفیہ لاہور سے میں نے دریافت کیا تھا، انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر سجدۂ تلاوت تازہ ہے، تو ہر وقت ادا کیا جا سکتا ہے، میں مطمئن ہو گیا تھا، میں نے اپنے قلب میں یہ سمجھا کہ صلوٰۃ جنازہ اور سجدہ میں فرق نہیں، دوسرے حضرت تھانویؒ کا ایک ارشاد یاد آیا کہ جب میں نے آپ کو اپنے معمولات لکھے تھے، تو یہ بھی تحریر کیا تھا کہ علاوہ صبح اور عصر کی نماز کے ہر نماز فرض کے بعد سجدے میں فلاں فلاں آیات قرآنی پڑھتا ہوں، اور دعا مانگتا ہوں، اس پر حضرت نے خط کھینچ کر حاشیہ پر تحریر فرمایا کہ 'سجدۂ شکر صبح اور عصر کے بعد بھی جائز ہے'، ہماری مسجد میں بعد نماز صبح درس قرآن ہو رہا تھا، طلوع کا وقت تھا کہ ایک آیت سجدہ تلاوت کی گئی، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ طلوع کے وقت سجدۂ تلاوت خواہ تازہ ہو، ادا نہیں کرنا چاہیے۔ از راہ کرم مطلع فرمایا جائے کہ صحیح دین کیا ہے، سجدۂ تلاوت تازہ ہر وقت ادا کیا جا سکتا ہے، یا کوئی قید ہے، اگر ہے، تو کیا؟

(جواب از دار العلوم کراچی):

فتاویٰ عالمگیریؒ میں ہے کہ تین ساعتیں ہیں، جن میں فرض نماز اور جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ جائز نہیں، اول سورج نکلتے وقت، دوم ٹھیک دوپہر کے وقت، سوم سورج ڈوبتے وقت۔ آگے خلاصہؒ سے نقل کیا گیا ہے، یہ حکم اس وقت

ہے کہ جب جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ ایسے وقت میں واجب ہوئے ہوں کہ اس وقت ان کا کرنا مباح تھا اور پھر اس وقت تک اس کی تاخیر کی، تو وہ اس وقت میں قطعاً جائز نہیں، لیکن اگر ایسے وقت میں واجب ہوئے اور ایسے وقت ان کو ادا کیا، تو جائز ہے، اس لیے کہ جیسا ان کے وجوب میں نقصان تھا، ویسا ہی ان کی ادا میں نقصان ہے، یہی السراج الوہاج، کافی اور تبیین میں لکھا ہے، لیکن سجدۂ تلاوت میں تاخیر افضل ہے اور جنازہ کی نماز میں تاخیر مکروہ ہے، مولوی مفتی جمیل احمد صاحب کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

احقر الانام محمد صابر عفی عنہ، نائب مفتی دار العلوم کراچی: ۱- نانک واڑہ۔ ۱۱/۵/۱۳۸۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ ۲۳/۵/۱۳۸۴ھ

خط بندہ رشید احمد بخدمت حضرت مفتی محمد شفیع صاحب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشفقی المکرّم زیدت عنایاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج سامی مع الخیر ہوں گے۔

مفتی محمد صابر صاحب کا لکھا ہوا ایک فتویٰ پر آنحضرت کے بھی دستخط ہیں، ارسال خدمت ہے، اس پر چند اشکالات ہیں۔

(۱) وقت طلوع میں سجدۂ تلاوت حاضرہ کو جائز اور تاخیر کو افضل لکھا ہے۔ اس میں مناسب تھا کہ وقت طلوع میں کراہت تنزیہیہ کی تصریح فرمادی جاتی۔

قال في العلائية:" فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما أي تحريمًا ". (الدر المختار)

وفي الشامية: (قوله: أي تحريماً) أفاد ثبوت الكراهة التنزيهية.

وأيضًا فيها تحت: (قوله وفي التحفة)... فثبتت كراهة التنزيه في سجدة التلاوة دون صلاة الجنازة. (رد المحتار: ۳٤۷/۱، قبل مطلب في تكرار الجماعة)

(۲) سوال میں منقول عبارت "سجدۂ شکر صبح اور عصر کے بعد بھی جائز ہے" سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے بعد سجدہ جائز ہے۔ حالانکہ یہاں دو جداگانہ مسئلے ہیں۔

(۱) نماز کے بعد اسی مقام پر سجدہ کرنا یہ بہرحال تحریمی ہے، خواہ کسی نماز کے بعد ہو۔

(۲) فجر اور عصر کے بعد وقت مکروہ للنوافل میں سجدۂ شکر کرنا، جو نماز سے متصل نہ ہو، یہ سجدہ صحیح ہو جائے گا، مگر کراہت تحریمہ کیساتھ۔

قال في الشامية تحت (قوله لا شكر): فتحصل من كلام النهر مع كلام القنية أنها تصح مع

الکراهة: أی لأنها فی حکم النافلة. ثم قال فی النهرعن المعراج: وأما مایفعل عقب الصلاة من السجدة فمکروه إجماعاً؛ لأن العوام یعتقدون أنها واجبة أوسنة. (رد المحتار، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۱/ ۳٤٤)

غرضیکہ مسائل ذیل میں بندہ کی رائے یہ ہے:

(۱) وقت طلوع وغروب اور استواء میں سجدۂ تلاوت حاضرہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(۲) نماز کے بعد متصل سجدۂ شکر مکروہ تحریمی ہے، خواہ کوئی نماز ہو۔ البتہ اگر خلوت میں احیاناً سجدہ کرے، عادت نہ بنائے اور اس کو سنت نہ سمجھے، تو مضائقہ نہیں۔

(۳) بعد عصر اور بوقت فجر سجدۂ شکر مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ نماز کے بعد متصلاً نہ ہو۔

اس سے متعلق اپنی رائے سامی سے مطلع فرمائیں؟ رمضان المبارک میں دعوات مخصوصہ کی درخواست ہے۔ سخت محتاج ہوں۔ فقط والسلام علیکم

رشید احمد عفا اللہ عنہ۔ غرہ رمضان المبارک۔ ۱۳۸۴ھ

جواب از حضرت مفتی محمد شفیع صاحب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جوابات صحیح ہیں، آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں اور اپنے لئے دعا کا طالب ہوں۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ، از دار العلوم کراچی۔ ۱۳۸۴/۹/۱۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۱۳۱-۱۳۵)

اوقات منہیہ میں تلاوت کا حکم:

سوال: طلوع وغروب اور زوال میں تلاوت کی سخت ممانعت ہے یا معمولی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدا ومصلیاً

"ثلاثة أوقات لایصح فیها شیء من الفرائض والواجبات الذی لزمت فی الذمة قبل دخولها. أولها: عند طلوع الشمس إلٰی أن ترتفع وتبیض قدررمح أورمحین، والثانی: عند استوائها فی بطن السماء إلٰی أن تزول: أی تمیل إلی المغرب، والثالث: عند اصفرارها إلٰی أن تغرب، آه". (مراقی الفلاح: ۱۰۰)(۱)

ان اوقات میں نماز پڑھنے سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن

(۱) مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی الأوقات المکروهة، ص: ۱۸۵، قدیمی

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور ہے۔(۱) خارج نماز تلاوت قرآن پاک ان اوقات میں منع نہیں، البتہ ان اوقات میں ذکر وتسبیح میں مشغول رہنا اولیٰ ہے:

الصلاة فيها على النبى صلى الله عليه وسلم أفضل من قراءة القرآن. (الدر المختار)

وفى الشامية: (قوله الصلاة فيها) أى فى الأوقات الثلاثة، وكالصلاةِ الدعاءُ والتسبيحُ الخ. (۳٤٧/١)(۲) **فقط والله سبحانه تعالىٰ أعلم** (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۰/۵)

اوقات مکروہ میں قضا نماز کا حکم:

سوال: کیا قضائے عمری نمازیں فجر کی نماز سے پہلے یا بعد میں یا عصر کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامدا ومصلياً

قضا نماز ان اوقات میں بھی پڑھی جاسکتی ہے، (۳) مگر قضا نمازیں تنہائی میں پڑھنی چاہئے، کسی کو علم نہ ہو کہ یہ قضا نماز ہے۔(۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۱/۵)

---

(۱) عن عقبة بن عامر الجهنى رضى الله تعالىٰ عنه قال: ثلث ساعات كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن أونقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغةً حتىٰ ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتىٰ تميل، وحين تضيف للغروب حتىٰ تغرب. (الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها: ٢٧٦/١، قديمى)

(ح: ٨٣٢)/سنن أبى داؤد، باب الدفن عند طلوع الشمس وغروبها (ح: ٣١٩٢)/سنن الترمذى، باب ما جاء فى كراهية الصلٰوة على الجنازة (ح: ١٠٣٠) انيس)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، قبل مطلب فى تكرار الجماعة: ٣٧٤/١، سعيد

"ذكر الله من طلوع الفجر إلىٰ طلوع الشمس أولىٰ من قراءة القرآن". (الدر المختار)

واقتصر عليه فى القنية حيث قال: الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والدعاء والتسبيح أفضل من قراءة القرآن فى الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها'. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ٤٢٣/٦، سعيد)

(۳) البتہ سورج کے طلوع وغروب یا استوا کے وقت نہ پڑھے۔ (البحر الرائق: ۸۰/۲) انیس

"قال: ومنع عن التنفل بعد صلاة الفجر والعصر، لا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلاة جنازة". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة: ٢٣٢/١، دار الكتب العلمية، بيروت، سعيد)

"ولا بأس بأن يصلى فى هذين الوقتين الفوائت، ويسجد للتلاوة، ويصلى على الجنازة". (الهداية، كتاب الصلاة، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلاة: ٨٦/١، مكتبة شركة علمية، ملتان)

(۴) (ويكره قضاؤها فيه)؛ لأن التأخير معصية فلايظهرها، بزازية". (الدر المختار)... ويظهر من التعليل أن المكروه قضاؤها مع الاطلاع عليها ولو فى غير المسجد، كما أفاده فى المنح فى باب قضاء الفوائت". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فى أذان الجوق: ٣٩١/١، سعيد)

==

قضا نمازوں کے لئے مکروہ اوقات:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قضا نمازوں کے اوقات مکروہہ کونسے ہیں، کیا زوال کے علاوہ اور بھی کوئی وقت ممنوع ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد ازرم (اے سی) تبوک، سعودیہ عربیہ......۷/۷/۱۴۱۰ھ)

الجواب

صرف تین اوقات ہیں، غروب، طلوع، استوا، ان اوقات میں قضا مکروہ ہے۔ **والإصفرار فی حکم الغروب**(۱) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۱۶۹)

اوقات مکروہہ میں صلوٰۃ جنازہ:

سوال: زید کہتا ہے کہ جن وقتوں میں نفل نماز مکروہ ہے، ان میں نماز جنازہ بھی مکروہ ہے، اور بکر کہتا ہے کہ ان وقتوں میں جنازہ کی نماز مکروہ نہیں۔ کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب حامدًا و مصلياً

جن وقتوں میں مطلقاً نماز ممنوع ہے، ان وقتوں میں نماز جنازہ بھی ممنوع ہے، (نفل کی قید صحیح نہیں) اوقات ممانعت تین ہیں: طلوع، استوا، غروب، جب کہ جنازہ پہلے سے تیار ہو، اگر ان اوقات میں آئے، تو ممنوع نہیں۔ (۲)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۷۷) ☆

== "ولا يقضى الفوائت فى المسجد وإنما يقضيها فى بيته، كذا فى الوجيز للكردرى". (الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت: ۱/۱۲۰، رشيدية)

(۱) قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلا ثلاثة أوقات وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فإنه لاتجوز الصلاه فى هذه الأوقات لما مر فى محله. (البحر الرائق، باب قضاء الفوائت: ۲/۸۰)

(۲) عن عقبة بن عامر الجهنى. رضى الله عنه. قال: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن، أو أن نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع، و حين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، و حين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب. (الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح: ۱۹۲۹) انيس)

ولا يجوز فى هذه الأوقات صلوٰة الجنازة، ولا سجدة التلاوة، ولا سجدة السهو، ولا قضاء فرض ==

نصف النہار شرعی وعرفی کی پہچان اوران کے احکام:

سوال: نصف النہار شرعی اور نصف النہار عرفی سے کیا مراد ہے، اوران کے نکالنے کا کیا قاعدہ ہے؟ روزے کی نیت کس وقت تک کی جائے اور نماز، نصف النہار سے کس قدر پہلے اور بعد تک نہ پڑھی جائے؟ بینوا توجروا.

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

نصف النہار شرعی، ''صبح صادق سے لیکر غروب تک کے کل وقت کا نصف'' ہے، اور نصف النہار عرفی سے مراد، ''طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک'' کے کل وقت کا نصف ہے، یہ وقت استوا معلوم کرنے کا تقریبی طریقہ ہے، جو تقریباً چالیس عرض البلد تک کارآمد ہے، بالکل صحیح نصف النہار معلوم کرنے کے تحقیقی قاعدے جو ہر جگہ کام دیتے ہیں، میری کتاب ''ارشاد العابد'' میں ملاحظہ ہوں۔

نصف النہار شرعی معلوم کرنے کا آسان قاعدہ یہ ہے کہ ''صبح صادق کی ابتدا سے طلوع آفتاب تک'' جتنا وقت ہو،

== ... وفي الينابيع: و لو صلى التطوع في هذه الأوقات الثلاثة، يجوز ويكره، والأولىٰ أن يقطعها في وقت مباح". (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الصلوٰة، نوع آخر في بيان الأوقات التي يكره فيها الصلوٰة: ٤٠٧/١، ٤٠٨، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچی)

☆ نماز جنازہ کس وقت مکروہ ہے:

سوال: نماز جنازہ کے لئے بھی کیا کوئی وقت حرام یا مکروہ تحریمی کا ہے؟ اگر ہے، تو اس کے درجہ سے آگاہی بخشیں، اس کے علاوہ کیا دن رات میں ہر وقت نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ سنت مؤکدہ وغیرہ، مکروہ تحریمی، تنزیہی مستحب ہر ایک کا درجہ کیا ہے؟ اردو کی کتابوں میں ممنوع، ناجائز لکھا رہتا ہے، جس سے کوئی درجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ فقط (حضرت والا خادم مہجور حقیر ناچیز عبد الصبور، ۱۹۳۶ء)

الجواب ــــــــــــــــ حامدا ومصلیاً

جن اوقات ثلاثہ میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ان میں نماز جنازہ بھی مکروہ تحریمی ہے، باقی سب اوقات میں درست ہے۔ (كره) تحريمًا... (صلاة)... (ولو)..... (على جنازة وسجدة تلاوة وسهو)... (مع شروق)... (واستواء) ... (وغروب، إلا عصر يومه). (الدر المختار على صدر المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۰/۱، سعيد)

چونکہ عوام مؤکدہ وغیر مؤکدہ، مکروہ تحریمی وتنزیہی، فرض وواجب وغیرہ کے درمیان فرق کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، کیونکہ یہ درجات نص، ظاہر، مفسر، محکم، قطعی الثبوت، قطعی الدلالۃ، ظنی الثبوت، ظنی الدلالۃ وغیرہ دلائل پر متفرع ہیں اور عوام کی فہم سے یہ اصطلاحات بالاتر ہیں، اس لئے اردو کی کتابوں میں ہر جگہ ان سب کی تصریحات نہیں کرتے، بلکہ ممنوع اور ناجائز وغیرہ الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں اور اہل علم درجات کو سمجھتے ہیں، وہ کتب عربیہ سے ان درجات کو معلوم کرتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۱۷/۷/ ۱۳۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۷/۵-۳۷۸)

اس سے آدھا وقت، نصف النہار عرفی کے وقت سے کم کر دیا جائے، مثلاً ''صبح صادق کا کل وقت'' ایک گھنٹہ ہو، تو نصف النہار عرفی سے آدھا گھنٹہ پہلے نصف النہار شرعی ہوگا۔ اردو میں مسائل کی کتابوں میں نصف النہار عرفی سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل نصف النہار شرعی بتایا گیا ہے۔ اس میں تین طرح سے تسامح ہوا ہے۔

(۱) صبح کاذب کو صبح صادق قرار دیا گیا ہے، اس غلطی کی پوری تفصیل میری کتاب ''صبح صادق'' میں ہے۔

(۲) ہر موسم اور ہر مقام کے لئے ایک ہی معیار متعین کر دیا ہے۔ حالانکہ ہر مقام اور ہر موسم میں یہ وقت مختلف ہوتا ہے۔

(۳) نصف النہار عرفی سے صبح کاذب کے کل وقت کے برابر کم کیا گیا ہے، حالانکہ صبح صادق کے کل وقت کا نصف کم کرنا چاہئے۔

روزے کی نیت، نصف النہار شرعی سے قبل کرنا ضروری ہے، اور کراہت نماز میں نصف النہار عرفی معتبر ہے۔ علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح نقایہ میں اس پر اشکال ظاہر فرمایا ہے کہ 'نصف النہار عرفی کا وقت ممتد نہیں، اس لئے اس میں نماز متصور ہی نہیں ہو سکتی، تو اس سے نہی صحیح نہیں''، اس بنا پر بعض حضرات نے ''نصف النہار شرعی سے لیکر نصف النہار عرفی تک''، پورے وقت کو نماز کے لئے مکروہ قرار دیا ہے، مگر بندہ کے خیال میں صرف اس اشکال کی وجہ سے نصف النہار شرعی مراد لینے کی گنجائش نہیں، جبکہ کسی ایک حدیث سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ جمیع احادیث نصف النہار عرفی پر دلالت کرتی ہیں، اشکال مذکور کے متعدد جواب ہو سکتے ہیں۔

(۱) اگرچہ اس وقت میں پوری نماز متصور نہیں ہو سکتی، مگر مقصد یہ ہے کہ نماز کا کوئی جز بھی اس وقت میں واقع نہ ہو، یہ جواب خود علامہ برجندی نے بھی دیا ہے۔ (رد المحتار: ۱/۳۴٤)

(۲) مرکز شمس کی بجائے اس کے پورے جرم کا اعتبار ہے، **كما في حديث عبد الله الصنابحي رضى الله تعالىٰ عنه: '' ثم إذا استوت قارنها فإذا زالت فارقها''.** (موطا مالک: ۲۰۱)(۱)

دائرۂ نصف النہار سے محیط شمس کا ایک کنارہ گزرنے سے لیکر دوسرا کنارہ گزرنے تک، بروئے حساب دو منٹ آٹھ سیکنڈ صرف ہوتے ہیں، اتنے وقت میں نماز متصور ہو سکتی ہے۔

(۳) احکام شرعیہ کا مدار، حسابات ریاضیہ پر نہیں، بلکہ مشاہدہ پر ہے، اور مشاہدہ میں استواء قارن سے زوال فارق تک، تقریباً دس منٹ کی تخمین ہے، لہذا نقشوں میں دیئے ہوئے وقت زوال سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز نہیں پڑھنا چاہئے۔

---

(۱) موطأ الإمام مالك، ت: عبد الباقي، باب النهي عن الصلاة بعد الصبح وبعد العصر (ح: ٤٤)/وبرواية محمد بن الحسن الشيباني في الموطأ، باب الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها (ح: ١٨١)/وبرواية الإمام الشافعي في مسنده بترتيب السندي، الباب الأول في مواقيت الصلاة (ح: ١٦٣) انیس)

ویؤیده مانقله ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالٰی عن الطحطاوی فی تفسیر قول شارح التنویر:
(ووقت الظهر من زواله) أی میل ذکاء عن کبد السماء، أی وسطها بحسب مایظهر لنا. ط. (رد المحتار، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام، ص: ۳۲۲، ج: ۱)

تعلیل کراہت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، نماز کی طرح عبادت شمس بھی آن واحد میں تو متصور نہیں ہوسکتی، ظاہر ہے کہ عبدۃ الشمس استوا بحسب مشاہدہ ہی کو وقت عبادت قرار دیتے ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۷/ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۳۷-۱۳۸)

نصف النہار سے کیا مراد ہے:

سوال: نماز کے اوقات مکروہہ میں ایک وقت استوا بھی ہے، اس وقت میں نماز سے منع کیا گیا ہے، علما اس وقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ زوال کا جو وقت نقشوں میں دیا گیا ہے، اس سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز منع ہے، لیکن شرعی دائمی جنتری (مرتبہ قاری شریف احمد صاحب مدظلہ العالی) میں اس حدیث کی تشریح میں جو وقت متعین کیا گیا ہے، وہ تقریباً ۴۰ منٹ ہوتا ہے، اس کی وضاحت میں قاری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ 'طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک جتنا وقت ہے، اس کے برابر دو حصے کرلیں، پہلے حصے کے ختم پر ابتداء نصف النہار شرعی ہے، ایسے ہی طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک جتنا وقت ہے، اس کے برابر دو حصے کرلیں، پہلے حصے کے ختم پر ابتداء نصف النہار عرفی یا حقیقی ہے، اور اس پر زوال آفتاب کا وقت ختم ہوکر ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اپنی اس تحقیق پر دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ (جس کی اصل قاری صاحب کے پاس موجود ہے) بھی تائید میں پیش کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے: ''اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ضحوۂ کبریٰ اور زوال شمس کے درمیان کچھ درجوں کا فاصلہ ہوتا ہے، دونوں (یعنی ضحوۂ کبریٰ اور زوال شمس) ایک نہیں ہیں، نصف النہار شرعی کا قطر اس کی فجر کے حصے کے نصف کے برابر ہے، صبح صادق سے غروب آفتاب تک جتنے گھنٹے ہوتے ہیں، اس کا نصف نہار شرعی کا آدھا ہے، وہ زوال آفتاب سے قبل کا وقت ہے، اس لیے جب مابین ان دو وقتوں کے نماز پڑھی جائے گی، تو اس میں اختلاف ہے، اس لئے کہ زوال کے وقت نماز پڑھنے سے ممانعت آئی ہے، اس وقت سے کون سا وقت مراد ہے؟ عین وقت زوال یا ضحوۂ کبریٰ کے بعد سے زوال تک مراد ہے؟ شامی نے اس پر بحث کی ہے، اس کے بعد لکھتے ہیں: نصف النہار تو حدیث میں وارد ہے، اور چونکہ حدیث میں إلی الزوال کی قید ہے، اس بنا پر نصف النہار سے ضحوۂ کبریٰ مراد لی گئی ہے، اس کو نصف نہار شرعی کہتے ہیں، جو صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، یہی حدیث اصل ہے، بے بنیاد شے نہیں ہے۔

اسی طرح عمدۃ الفقہ کتاب الصوم کے صفحہ ۲ پر نیت کے ضمن میں نصف النہار عرفی کو وقت استوا بتلایا گیا ہے، اور

نصف النہار شرعی کو ضحوۂ کبریٰ، اس طرح تو نصف النہار شرعی اور عرفی میں کافی وقت معلوم ہوتا ہے، جو کم وبیش ۴۵ منٹ بنتا ہے، لہٰذا حق وصواب سے آگاہ فرمایا جائے کہ نصف النہار عرفی کے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز منع ہے یا نصف النہار شرعی اور عرفی کے درمیان کا وقت؟

اسی ضمن میں ایک بات یہ بھی بتلائی جائے کہ جمعہ کے دن زوال کا وقت نہیں ہوتا، اس میں حق وصواب کیا ہے؟ نوافل، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کتنے وقت میں نہ پڑھی جائے؟ بعض علما جمعہ کے دن عین زوال کے وقت نوافل کا اہتمام فرماتے دیکھے گئے ہیں۔

الجواب

نصف النہار شرعی یا ضحوۂ کبریٰ سے زوال آفتاب تک نماز ممنوع ہونے کا قول علامہ شامی رحمہ اللہ نے قہستانی کے حوالے سے ائمۂ خوارزم کی طرف منسوب کیا ہے، (۱) مگر احادیث طیبہ اور اکابر امت کے ارشاد میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول معتمد نہیں، صحیح اور معتمد قول یہی ہے کہ نصف النہار عرفی کے وقت نماز ممنوع ہے، جب کہ سورج ٹھیک خط استوا سے گزرتا ہے اور یہ بہت مختصر سا وقت ہے، پس نماز کے نقشوں میں زوال کا جو وقت درج ہوتا ہے، اس سے پانچ منٹ آگے پیچھے توقف کر لینا کافی ہے۔

یہاں دار العلوم دیوبند کے مفتی اول حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ کا فتویٰ نقل کرتا ہوں:

سوال: (۷۳) چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲؍ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضا نماز کا وقت ۱۲؍ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

الجواب: زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہیے، اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہیے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہو جائے، پس جس گھڑی کے مطابق زوال کا وقت ۱۲؍ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے، اس کے مطابق اگر ۱۲؍ بجے نفل یا قضا نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے، تو یہ جائز ہے، مگر جب زوال کا وقت قریب آجائے، اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کسی وقت ہو جائے۔ فقط۔"

(فتاویٰ دار العلوم مکمل ومدلل: ۶۹/۲)

---

(۱) وعزا فی القهستانی القول بأن المراد انتصاف النهار العرفی إلٰی أئمة ماوراء النهر، وبأن المراد انتصاف النهار الشرعی وهو الضحوة الكبریٰ إلی الزوال إلٰی أئمة خوارزم. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۷۱/۱، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت)

(و) عند (قيامها) أی لايجوز التلبس بشیء من تلك الثلٰثة عند انتصاف النهار العرفی كماذهب إليه أئمة ماوراء النهر ويجوز أن يكون عطفاً علی طلوعها والمعنیٰ من انتصاف النهار الشرعی وهو الضحوة الكبریٰ إلی الزوال كماذهب إليه أئمة خوارزم كما فی العمان. (جامع الرموز، كتاب الصلاة: ۶٦/۱، مظهر العجايب كلكته. ط: ۱۸۵۸م، انيس)

حضرت اقدس مفتی صاحب کے اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ نماز کے ممنوع ہونے میں ضحوۂ کبریٰ یا نصف النہار شرعی کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ عین وقت زوال کا اعتبار ہے، جس کو وقت استوا یا نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔

جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی طرح ناجائز ہے، جس طرح عام دنوں میں، البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں اس کی اجازت نقل کی گئی ہے۔(۱) جو حضرات جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے ہیں، غالباً وہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پر عمل کرتے ہوں گے۔ لیکن فقہ حنفی میں راجح اور معتمد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے دن بھی استوا کے وقت نماز پڑھنے میں توقف کیا جائے۔(۲) واللہ اعلم بالصواب (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۲۰۵-۲۰۷)

سایۂ اصلی سے کیا مراد ہے:

سوال: فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک عبارت: "بلوغ ظل کلّ شئ مثليه سوى فئ زوال" کا کیا مطلب ہے؟ اور اس استثنا سے کیا مراد ہے؟

الجواب

عین نصف النہار کے وقت جو کسی چیز کا سایہ ہوتا ہے، یہ سایۂ اصلی کہلاتا ہے، مثل اوّل اور مثل دوم کا حساب کرتے ہوئے سایۂ اصلی کو مستثنیٰ کیا جائے گا، مثلاً: عین نصف النہار کے وقت کسی چیز کا سایۂ اصلی ایک قدم تھا، تو مثل اوّل ختم ہونے کے لیے کسی چیز کا سایہ ایک مثل مع ایک قدم کے شمار ہوگا۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۲۰۹)

---

(۱) أما الكلام على النهى عن الصلاة فى نصف النهار فمذهبنا إطلاق النهى للحديث المذكور فى المتن، وأما ما ورد من استثناء يوم الجمعة فقد رواه الشافعي رحمه الله، قال ... عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهىٰ عن الصلاة نصف النهار حتى تزول الشمس إلا يوم الجمعة. (مسند الشافعي، ص: ۳۵)(مسند الشافعي، بترتيب السندى، الباب الحادى عشر فى صلاة الجمعة (ح: ۴۰۸) انيس)

وبه قال الشافعي وأبويوسف رحمهما الله من أئمتنا. (إعلاء السنن، كراهة الصلاة عند الاستواء: ۲/۵۱)

(۲) وذهب الشافعي إلىٰ أن وقت الزوال مكروه إلاّ يوم الجمعة، وذهب الجمهور إلىٰ أنه مكروه مطلقاً. (إعلاء السنن: ۲/۵۱، رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/۳۷۲، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت)

(۳) وطريق معرفة زوال الشمس وفيء الزوال أن تغرز خشبة مستوية فى أرض مستوية فما دام الظل فى الانتقاص فالشمس فى حد الارتفاع وإذا أخذ الظل فى الازدياد علم أن الشمس قد زالت فاجعل علىٰ رأس الظل علامة فمن موضع العلامة إلى الخشبة يكون فيء الزوال فإذا ازداد علىٰ ذلک وصارت الزيادة مثلى ظل أصل العود سوى فيء الزوال ...إلخ. (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۵۱، كتاب الصلاة، الباب الأوّل فى المواقيت وما يتّصل بها)

نصف النہار سے کیا مراد ہے:

سوال: اوقات مکروہہ ثلاثہ، غروب، طلوع اور استوا، اکثر کتبِ متون اور شروح میں مذکور ہیں، غروب وطلوع تو معلوم ہیں، لیکن استوا کے متعلق مختلف الفاظ ہیں۔

مسلم شریف میں ہے:

"حين يقوم قائم الظهيرة". (۱)

ابوداؤد شریف میں ہے:

"نصف النهار حتى تزول الشمس". (۲)

منیۃ المصلی میں ہے:

"وقت الزوال". (۳)

نورالایضاح میں ہے:

"استوائها". (۴)

بہشتی زیور میں ٹھیک دوپہر، اور اکثر کتب میں ضحوۂ کبریٰ ہے۔

یہ سب ایک چیز ہیں یا علیحدہ علیحدہ؟ صحیح وقت نصف النہار کب شروع ہوتا ہے، اور اس کی شناخت کیا ہے؟

کراہت نماز کے لئے نصف النہار شرعی مراد ہے یا حقیقی؟　　(مولوی شاہ محمد سلیسوی)

الجواب

طحطاوی، ص: ۱۰۰ میں ہے:

(قوله والثاني عند استوائها) وعلامته أن يمتنع الظل عن القصر ولا يأخذ في الطول فإذا صادف أنه شرع في ذلك الوقت بفرض قضاء أو قبله وقارن هذا الجزء اللطيف شيئًا من الصلوٰة قبل القعود قدر التشهد فسدت.

---

(۱) الصحيح لمسلم، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها (ح: ۱۹۲۹) انيس

(۲) عن أبي قتادة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة نصف النهار إلا يوم الجمعة لأن جهنم تسعر كل يوم إلا يوم الجمعة. (سنن أبي داؤد، باب الصلوٰة يوم الجمعة قبل الزوال، كتاب الصلوٰة، تفريع أبواب الجمعة (ح: ۱۰۸۳)/ سنن البيهقي، باب الصلاة يوم الجمعة نصف النهار الخ (ح: ۵۶۸۸) انيس)

(۳) منية المصلي مع الكبيري، كتاب الصلاة: ۲۳۶، مطبع سنده. انيس

(۴) نور الإيضاح، كتاب الصلوٰة. انيس

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نصف النہار سے مراد نصف النہار حقیقی ہے اور یہی اصل ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ سایہ کم ہوجانا بند ہوجائے، اور ابھی تک بڑھنا شروع نہ ہوا ہو، البتہ ائمۂ ماوراء النہر کے ہاں، اس سے مراد نصف النہار عرفی ہے۔

وعزا في القهستاني القول بأن المراد انتصاف النهار العرفي إلٰى أئمة ماوراء النهر، آه. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۴۵/۱، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت) **فقط واللّٰه اعلم**

ازدارالافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ، رئیس الجامعہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۸۴/۲-۱۸۵)

استواء شمس معلوم کرنے کا طریقہ:

سوال: وقت مکروہ استواء شمس ہے، اس کا تعینی وقت کتنے منٹ رہتا ہے، اور اس کے جاننے کے لئے کیا اصول ہے؟ واضح رہے کہ ایک فریق زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے قائل ہے، لیکن اس کے برعکس فریق مخالف عام طور پر شائع ہونے والے اوقات صلوٰۃ کلنڈر دیکھتے ہوئے چالیس یا پینتالیس منٹ کے قائل ہے؟

هو المصوب

(وقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء.

(قوله عن كبد السماء) أي وسطها بحسب ما يظهر لنا، ط. (۱)

وعن محمد: يقوم مستقبل القبلة، فما دامت الشمس علٰى حاجبه الأيسر فالشمس لم تزل وإن صارت علٰى حاجبه الأيمن فقد زالت وعزاه في المفتاح إلى الإيضاح قائلاً: إنه أيسر، مما سبق عن المبسوط من غرز الخشبة، إسماعيل. (۲)

استواء شمس معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دھوپ میں دوپہر سے قبل زمین کی سطح برابر کرکے ایک خط مستقیم جنوباً وشمالاً کھینچ دیا جائے، بعدہ اس خط کے جنوبی حصہ میں ایک لکڑی کھڑی کردی جائے، دوپہر سے قبل سایہ اس لکڑی کا عین خط پر نہ ہوگا، بلکہ اس خط سے مغرب کی طرف قدرے مائل ہوگا، پھر وقتاً فوقتاً خط کی طرف آنا شروع ہوگا، حتی کہ بالکل اس خط پر منطبق ہوجائے گا، یہ وقت عین دوپہر کا ہے۔ اس کے بعد سایہ شرق کی طرف مائل ہونے لگے گا، یہ ظہر کا وقت ہے۔ (۳)

(۱) ردالمحتار على هامش الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام: ۳۵۹/۱۔

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام، الخ: ۳۶۰/۱۔ دار الفكر بيروت

(۳) رد المحتار: ۳۶۰/۱/ العناية في شرح الهداية علٰى هامش فتح القدير: ۲۲۱/۱۔

مشاہدہ میں استواء قارن سے زوال فارق تک تقریباً دس منٹ کا تخمینہ ہے، لہذا نقشوں میں دیئے ہوئے وقت زوال سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز نہیں پڑھنا چاہئے۔ (احسن الفتاویٰ:۱۳۸/۲)

مندرجہ بالا اقوال فقہا سے جو اصول معلوم ہوتا ہے، اس کے مطابق زوال کا وقت مکروہ ڈھائی یا تین منٹ تخمیناً رہتا ہے، دس منٹ کے اقوال احتیاط پر مبنی ہیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۳۲۰/۱-۳۲۱)

زوال کے وقت کی تعریف:

سوال: نماز پڑھنے کا مکروہ وقت، یعنی زوال کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں۔

(۱) زوال صرف ایک یا دو منٹ کے لیے ہوتا ہے۔

(۲) زوال بیس یا پچیس منٹ کے لیے ہوتا ہے۔

(۳) جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا۔

(۴) زوال کے لیے احتیاطاً آٹھ دس منٹ کافی ہیں۔

الجواب

اوقات کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد نماز جائز ہے، زوال میں تو زیادہ منٹ نہیں لگتے، لیکن احتیاطاً نصف النہار سے ۵/منٹ قبل اور ۵/منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہیے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ کے دن استوا کے وقت نماز درست ہے(۱) اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے، اس لیے عمل اسی پر ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۲۰۷/۳)

مکروہ وقت زوال ہے یا استوا:

سوال: اوقات مکروہ (میں)، وقت زوال شمس ہے یا استواء شمس؟ اور اس کے علاوہ موجودہ اوقات کے اعتبار سے کیا وقت ہے، اور کتنی دیر ہے؟

---

(۱) عن أبی قتادۃ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن الصلاۃ نصف النھار إلا یوم الجمعۃ لأن جھنم تسعر کل یوم إلایوم الجمعۃ. (سنن أبی داؤد، باب الصلوٰۃ یوم الجمعۃ قبل الزوال، کتاب الصلوٰۃ، تفریع أبواب الجمعۃ (ح: ۱۰۸۳) وبہ قال الشافعی وأبویوسف رحمھما اللّٰہ من أئمتنا. (إعلاء السنن، کراھۃ الصلاۃ عند الإستواء: ۵۱/۲، انیس)

(۲) وذھب الشافعی إلٰی أن وقت الزوال مکروہ إلاَّ یوم الجمعۃ، وذھب الجمھور إلٰی أنہ مکروہ مطلقاً (إعلاء السنن: ۵۱/۲ / رد المحتار، کتاب الصلاۃ: ۳۷۲/۱، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت)

ھــو المـصــوب

اوقات ممنوعہ میں استواء شمس ہے، ایک مختصر لمحہ کے بعد جب زوال شمس ہوجائے، وقت ممنوع ختم ہوجاتا ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۱۹/۱-۳۲۰)

زوال کا وقت کتنی دیر رہتا ہے:

سوال: وقت زوال کا وقفہ کتنا ہوتا ہے؟

ھــو المـصــوب

وقت زوال کا وقفہ حساب کے اعتبار سے دومنٹ ۸/سکنڈ ہے، لیکن احکام شرع میں حساب وریاضی پر انحصار نہیں، بلکہ مشاہدہ معتبر ہے۔ اس لئے نقشہ میں جو وقت زوال ہے، اس سے پانچ منٹ قبل و پانچ منٹ بعد نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔(۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۱۸/۱) ☆

(۱) عـقبة بـن عامر الجهني. رضي الله عنه. يقول: "ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهـن ... حيـن تـطـلـع الشمس بازغة حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، الخ. (الصحيح لمسلم، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها (ح: ۱۹۲۹)/ سنن أبي داؤد، باب الدفن عند طلوع الشمس و غروبها (ح: ۳۱۹۲) انيس)

" ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة... وعند الانتصاف إلىٰ أن تزول". (الفتاویٰ الهندية: ۵۲/۱)

(۲) قـولـه "إذا زالـت الشـمـس" قيـل: أصـح ما قيل في معرفة الزوال قول محمد بن شجاع أنه يغرز خشبة في مـكـان ... ويـجعل علىٰ مبلغ الظل منه علامة فمادام الظل ينقص من الخط فهو قبل الزوال فإذا وقف لايزيد ولاينقص فهـو سـاعة الـزوال التـي هـي عبـارة عن فيء الزوال فإذا أخذ الظل في الزيادة فقد علم أن الشمس قد زالت كذا في المبسوط. (العناية في شرح الهداية علىٰ هامش فتح القدير: ۲۲۱/۱)

☆ زوال سے پہلے مکروہ وقت:

سوال: جو اسلامی دائمی جنتری مسجدوں میں اوقات نماز معلوم کرنے کے لئے لگی رہتی ہے، اس میں دوپہر کا جو وقت زوال تحریر ہے، وہ وقت زوال شروع ہے، یا ختم ہے، کیوں کہ امام صاحب ختم زوال کہتے ہیں اور کچھ لوگ شروع زوال کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں؟

ھــو المـصــوب

وقت زوال، نہ شروع زوال ہے اور نہ ختم زوال ہے، بلکہ عین زوال کا وقت ہے، جو چند لمحوں کے لئے رہتا ہے۔ امام صاحب کی رائے درست ہے، زوال سے مراد ختم استواء ہے، اس کے بعد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (وفـي شـرح الـنقاية للبرجندي: وقد وقـع فـي عبـارات الفقهاء أن الوقت المكروه هو عند انتصاف النهار إلىٰ أن تزول الشمس ولايخفىٰ أن زوال الشمس إنما هو عقيب انتصاف النهار بلا فصل. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۱/۲)

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۱۹/۱)

وقت استوا:

سوال: زوال کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟ شروع اور آخر کی مقدار گھڑی رائج کے وقت سے کیا ہے، یعنی موسم گرما میں کب سے کب تک، وقت زوال کا انتظار کر کے، کوئی نفل نماز مثل تحیۃ المسجد وغیرہ شروع کی جاوے، اور موسم سرما میں موسم گرما سے کس قدر اور کتنا فرق رکھا جاوے؟ سورج کے قائم ہونے سے زوال تک، صحیح وقت اور احتیاط کا درجہ، دونوں کی مقدار کی ابتدا اور انتہا سے الگ الگ مطلع فرمادیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نصف النہار یعنی استوائے شمس کے وقت، نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۱) اور اس وقت کی مقدار اس قدر نہیں ہوتی کہ اس میں نماز ادا کی جا سکے، بلکہ بہت قلیل ہوتی ہے، گھڑی رائج الوقت کے اعتبار سے ایک منٹ بھی نہیں ہوتی، اور وقت، موسم اور بلاد کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے، ہمارے اطراف میں ایک زمانہ میں ۱۲ر بج کر آٹھ منٹ پر ہوتا ہے اور ایک زمانہ میں ۱۲ر بج کر اڑتیس منٹ پر ہوتا ہے، بس اسی کے درمیان درمیان رہتا ہے، جیسا کہ اسلامی جنتری میں ہے، جس زمانہ میں جس وقت استوا ہو، اس وقت سے کچھ منٹ پہلے اور کچھ منٹ بعد نماز نہ پڑھنا، احتیاط ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۱/۷/۱۳۵۵ھ۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف، سعید احمد غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۶/۵)

---

(۱) عن عمرو بن عبسة السلمي قال: ...قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة فقدمت المدينة فدخلت عليه،فقلت: ... ثم صلّ فإن الصلوٰة مشهودة محضورة حتى يستقل الظل بالرمح،ثم اقصر عن الصلوٰة فإن حينئذ تسجر جهنم، فإذا أقبل الفيء فصلّ،الخ.(الصحيح لمسلم،كتاب الصلوٰة، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها (ح: ۸۳۲)انيس)

"(وكره)تحريمًا...(صلاة)...(ولو)...(على جنازة وسجدة تلاوة وسهو)...(مع شروق)...(واستواء)... (وغروب،إلا عصر يومه)".(الدر المختار على صدر رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۰/۱-۳۷۲،سعيد)

(۲) "ولايخفى أن زوال الشمس إنما هو عقيب انتصاف النهار بلا فصل، وفي هذا القدر من الزمان لايمكن أداء صلاة فيه،فلعل المراد أنه لاتجوز الصلوٰة بحيث يقع جزء منها في هذا الزمان،أو المراد بالنهار هو النهار الشرعي وهو من أول طلوع الصبح إلى غروب الشمس، وعلى هذا يكون نصف النهار قبل الزوال بزمان يعتد به آه،إسماعيل ونوح وحموى". (رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۱/۱، سعيد)

"(ووقت الظهر من زواله):أي ميل ذكاء عن كبد السماء.(الدر المختار)(قوله:عن كبد السماء):أي وسطها بحسب مايظهر لنا،ط". (رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام الخ: ۳۵۹/۱،سعيد)

ضحوۂ کبریٰ سے لیکر زوال تک نماز نہ پڑھی جائے:

مورخہ: ۱۸/اکتوبر کو دائمی جنتری پر گیارہ بج کر ۱۸/منٹ پر ضحوۂ کبریٰ اور گیارہ بج کر ۵۷/منٹ پر زوال تھا، تحقیق کے لئے لکھا ہے کہ اس میں مکروہ وقت کہاں سے کہاں تک ہے، مثلاً اگر کوئی جنازہ پڑھے، یا کوئی نفل وغیرہ مذکورہ وقت میں پڑھے، تو احتیاطاً کس وقت سے مکروہ وقت شروع ہوگا، اور ضحوۂ کبریٰ سے کیا مراد ہے۔ اگر کوئی جنازہ گیارہ بج کر ۱۸/منٹ کے بعد بیس یا پچیس منٹ پر پڑھا گیا، تو کیا یہ مکروہ وقت میں ہے، یا بلا کراہت جائز ہے؟

الجواب ——————

اس کے بارے میں احتیاط یہ ہے کہ ضحوۂ کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھے، **للاختلاف**. (۱)
چاشت کی نماز ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے پڑھ لے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ ۱۷/۱۰/۱۴۰۶ھ۔
الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۸۳/۲)

استواءِ شمس کے وقت نماز درست نہیں:

سوال: چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲/بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضا نماز کا وقت بارہ بج کر ۲۴/منٹ پر لکھا ہے۔

الجواب ——————

زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے، اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہوجائے۔ پس جس گھڑی کے موافق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴/منٹ پر ہے، اس کے مطابق اگر ۱۲/بجے نماز نفل یا قضا نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کردے، تو یہ جائز ہے، مگر جب قریب زوال کا وقت آجاوے، تو اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کا وقت ہوجاوے۔ (۲) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۹/۲)

---

(۱) وفي القنية: واختلف في وقت الكراهة عند الزوال، فقيل: من نصف النهار إلى الزوال، لرواية أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن الصلٰوة نصف النهار حتى تزول الشمس، قال ركن الدين الصباغي وما أحسن هذا، لأن النهي عن الصلٰوة فيه يعتمد تصورها فيه. آه، وعزا في القهستاني القول بأن المراد انتصاف النهار العرفي إلٰى أئمة ماوراء النهر وبأن المراد انتصاف النهار الشرعي وهو الضحوة الكبرى إلى الزوال إلٰى أئمة خوارزم. آه. (ردالمحتار، كتاب الصلٰوة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۱/۱)

(۲) (وكره) تحريمًا، وكل مالايجوز مكروه (صلاة) مطلقاً (ولو) قضاء أو واجبةً أو نفلاً أو ==

زوال کے وقت نماز جنازہ پڑھنا:

سوال: نماز جنازہ ٹھیک بارہ بجے دن کے، پڑھنا کیسا ہے؟ دیگر کیا مذکورالصدر نماز میں کوئی زوال کا وقت قرار پایا جاتا ہے۔ رقم شدہ سوال کا جواب احادیث نبویہ سے ومعتبر فقہ کتب حنفی سے سرفراز فرماویں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر جنازہ نصف النہار سے پہلے آیا ہو، تو عین نصف النہار کے وقت نماز جنازہ درست نہیں۔ حدیث میں ہے:

’’**نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم(إلىٰ قوله)أو أن نقبر فيها موتانا. كذا في الهداية.** (۱)

لیکن نصف النہار کا وقت، موسموں میں اور مختلف شہروں میں ہمیشہ مختلف رہتا ہے، جو جنتریوں سے معلوم ہوسکتا ہے، بارہ بجے کی کوئی تخصیص نہیں۔ **والله سبحانه وتعالىٰ أعلم** (امداد المفتین: ۲۶۵/۲)

صلوٰہ جنازہ بوقتِ استوا:

سوال: اگر ظہر کے وقت جنازہ حاضر کیا جائے، تو اسی وقت صلوٰۃ جنازہ جائز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

عین استوا کے وقت اگر جنازہ حاضر ہو، تو اسی وقت صلوٰۃ جنازہ مکروہ نہیں، لیکن اگر استوا سے قبل حاضر ہو، تو عین استوا کے وقت مکروہ تحریمی ہے۔

== (علىٰ جنازة وسجدة تلاوة وسهو) لاشكر. قنية(مع شروق) الخ (واستواء).(الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۴۳/۱_۳۴۴)

لماروىٰ مسلم وغيره من حديث عقبة بن عامر. رضى الله عنه: ثلٰث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن أوأن نقبرموتانا حين تطلع الشمس بازغةً حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف للغروب حتى تغرب.(غنية المستملى: ۲۳۵، ظفير)

الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح: ۱۹۲۹)/ سنن أبى داؤد، باب الدفن عند طلوع الشمس وغروبها (ح: ۳۱۹۲)/ سنن الترمذى، باب ما جاء فى كراهية الصلوٰة على الجنازة (ح: ۱۰۳۰) انيس)

(۱) (لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها فى الظهيرة ولا عند غروبها) لحديث عقبة بن عامر قال: ثلٰثة أوقات نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نصلى فيهن وأن نقبرفيها موتانا عند طلوع الشمس حتى ترتفع وعند زوالها حتى تزول وحين تضيف للغروب حتى تغرب. والمراد بقوله وأن نقبر صلوٰة الجنازة؛ لأن الدفن غيرمكروه. (الهداية، كتاب الصلوٰة، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلوٰة: ۶۸/۱)

والحديث فى الصحيح لمسلم، باب الأوقات التى نهى عن الصلاة فيها (ح: ۱۹۲۹) انيس)

”(وکرہ)تحریمًا ... (صلاۃ) ...(ولو) ...(علٰی جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ وسھو)...(مع شروق) ...(واستواء)...(وغروب،إلاعصریومہ)...(وینعقد نفل بشروع فیھا)بکراھۃ التحریم (لا)... (الفرض) ... (وسجدۃ تلاوہ وصلاۃ جنازۃ تلیت) الآیۃ (فی کامل وحضرت) الجنازۃ (قبل) لوجوبہ کاملاً فلا یتأدی ناقصًا،فلووجبتا فیھا،لم یکرہ فعلھما،آہ.(الدرالمختارمختصرًا)

قال الشامی:”(قولہ:فلووجبتا فیھا)أی بأن تلیت الآیۃ فی تلک الأوقات أوحضرت فیھا الجنازۃ،آہ.(رد المحتار:۳۸۸)(۱)فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم

حررہ العبدمحمودگنگوہی،معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔۳/۲/۱۳۵۶ھ۔

صحیح:عبداللطیف۔الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہ۔(فتاویٰ محمودیہ:۳۷۶/۵)

ظہر کا ابتدائی وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں:

سوال: ظہر کا ابتداءوقت کیا ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ اشدضرورت گیارہ بجے دن کے نماز پڑھ لے،تو کیا نماز ہوگی؟

الجواب

ظہر کا ابتداء وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے،(۲)جو آج کل قریب ساڑھے بارہ بجے،ریلوے ٹائم سے

(۱) الدرالمختارمع ردالمحتار،کتاب الصلوٰۃ،مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۰/۱۔۳۷٤،سعید

”الأوقات التی یکرہ فیھا الصلوٰۃ الخمسۃ،ثلاثۃ یکرہ فیھا التطوع والفرض:وذلک عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غروب الشمس، إلا عصریومہ،فإنھا لایکرہ عند غروب الشمس ... وفی التحفۃ:أن الأفضل فی صلٰوۃ الجنازۃ فی ھذہ الأوقات أن یؤدیھا و لا یؤخرھا،وکذا سجدۃ التلاوۃ ، فإنہ إنما یکرہ فی ھذہ الأوقات فیما إذا کانت التلاوۃ فی غیرھذہ الأوقات،أما لوتلا فی وقت مکروہ وسجدھا فیہ،جازمن غیر کراھۃ“.

”ولایجوزفی ھذہ الأوقات صلٰوۃ الجنازۃ،ولاسجدۃ التلاوۃ،ولاسجدۃ السھو،ولا قضاء فرض ... وفی الینابیع: ولوصلی التطوع فی ھذہ الأوقات الثلاثۃ، یجوزویکرہ، والأولٰی أن یقطعھا ویقضیھا فی وقت مباح“.(الفتاویٰ التاتار خانیۃ،کتاب الصلوٰۃ،نوع آخرفی بیان الأوقات التی یکرہ فیھا الصلوٰۃ: ٤۰۷/۱۔٤۰۸،إدارۃ القرآن والعلوم الإسلامیۃ،کراچی)

(۲) وأوّل وقت الظھرإذا زالت الشمس لإمامۃ جبریل فی الیوم حین زالت الشمس.(الھدایۃ،کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت: ٤٦/۱)

أخبرنی ابن عباس أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:” أمنی جبرئیل.علیہ السلام.عند البیت مرتین فصلی الظھرفی الأولٰی منھما حین کان الفیء مثل الشراک،ثم صلی العصرحین کان کل شیء مثل ظلہ ثم صلی المغرب حین وجبت الشمس وأفطرالصائم ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ثم صلی الفجرحین برق الفجروحرم الطعام علی الصائم، وصلی المرۃ الثانیۃ الظھرحین کان ظل کل شیء مثلہ لوقت العصربالأمس ==

ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے کسی طرح اور کسی وقت اور کسی ضرورت سے درست نہیں۔ پس گیارہ بجے کسی طرح نماز ظہر ادا نہیں ہوسکتی۔(۱)

بعد از وقت تو نماز بطریق قضا صحیح ہوجاتی ہے، مگر قبل از وقت جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲/۷۴-۷۵)

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں:

السوال: إن الصلوٰة النافلة نصف النهار يوم الجمعة، هل تباح أو تكره؟(۳)

الجواب

أقول وبالله التوفيق: إن الاحتياط في عدم التنفل في ساعة الزوال يوم الجمعة كما عليه الشروح والمتون ومذهب الإمام راجح من حيث الدليل فينبغي عليه التعويل.(۴)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۶۸)☆

== ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئيل. عليه السلام. فقال: "يا محمد! هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين". (سنن الترمذي، باب ماجاء في مواقيت الصلوٰة عن النبي صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوٰة (ح: ۱۴۹)/سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) انيس)

(۱) (وقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) (الدر المختار على هامش ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب في تعبده صلى الله عليه وسلم: ۱/۳۳۲، ظفير)

(۲) وشرط في أدائها، الخ، دخول لوقت واعتقاد دخوله. (الدر المختار) (لوقت) أي وقت المكتوبة.... (واعتقاد دخوله) أو مايقوم مقام الاعتقاد من غلبة الظن، فلو شرع شاكاً فيه لاتجزيه. (ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة، بحث شروط التحريمة: ۱/۴۵۱، ۴۵۲، ظفير)

(۳) ترجمۂ سوال: جمعہ کے دن دوپہر میں نفل نماز درست ہے یا مکروہ؟ انیس

(۴) ترجمۂ جواب: جمعہ کے دن زوال کے وقت نفل نہ پڑھنا ہی احتیاط ہے، جیسا کہ تمام متون وشرح میں ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک دلیل کی بنیاد پر راجح ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کرنا چاہئے۔ انیس

(لاتجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها في الظهيرة ولاعند غروبها) لحديث عقبة بن عامر، الخ. (الهداية، باب المواقيت، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلوٰة: ۱/۶۸، ظفير)

عن عقبة بن عامر. رضي الله عنه. قال: ثلٰثة أوقات نهانا رسول الله عليه السلام أن نصلي وأن نقبر فيها موتانا عند طلوع الشمس حتى ترتفع وعند زوالها حتى تزول وحين تضيّف للغروب حتى تغرب. (الصحيح لمسلم، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها (ح: ۱۹۲۹) انيس) ==

جمعہ کے دن زوال کے وقت نفل پڑھنا:

سوال: جمعہ کے دن زوال کے وقت حنفی اور شافعی کو نفل نماز پڑھنا چاہیے یا کہ نہیں؟

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نفل پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ (کما فی الشامی: ۳٤٥)(۱)

== والمراد بقوله وأن نقبر صلوٰة الجنازة لأن الدفن غیر مکروه والحدیث بإطلاقه حجة علی الشافعی فی تخصیص الفرائض وبمکة، وحجة علیٰ أبی یوسف فی إباحة النفل یوم الجمعة وقت الزوال. قال: (ولا صلوٰة جنازة لما روینا (ولا سجدة تلاوة)؛ لأنها فی معنی الصلوٰة (إلا عصر یومه عند الغروب). (الهدایة، فصل فی الأوقات التی تکره فیها الصلوٰة: ۱/٦٨، انیس)

"(وکره) تحریماً الخ (صلاة) مطلقاً الخ (مع شروق) الخ (واستواء) إلا یوم الجمعة علیٰ قول الثانی المصحح المعتمد، کذا فی الأشباه. (الدر المختار)

(قوله إلا یوم الجمعة): لما رواه الشافعی فی مسنده: "نهی عن الصلاة نصف النهار حتی تزول الشمس إلا یوم الجمعة"، قال الحافظ ابن حجر: فی إسناده انقطاع الخ (قوله: المصحح المعتمد) اعترض بأن المتون والشروح علیٰ خلافه الخ لکن شراح الهدایة انتصروا لقول الإمام وأجابوا عن الحدیث المذکور، الخ. (رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳٤۳-۳٤٥، ظفیر)

☆ نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست نہیں:

سوال (۱) جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت نفلی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں:

سوال (۲) جمعہ کی سنتیں نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــ

۱۔ موافق مذہبِ امام ابوحنیفہ صحیح نہیں ہے، اور امام ابو یوسف صحیح کہتے ہیں، لیکن احوط قول امام اعظم کا ہے۔ ((وکره) تحریماً، الخ (صلاة) مطلقاً (ولو) قضاء أو واجبةً أو نفلاً الخ (مع شروق) الخ (واستواء) إلا یوم الجمعة علیٰ قول الثانی المصحح المعتمد، کذا فی الأشباه. (الدر المختار)....لکن شراح الهدایة انتصروا لقول الإمام وأجابوا عن الحدیث المذکور بأحادیث النهی عن الصلوٰة وقت الاستواء فإنها محرمة. (ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳٤٥)

۲۔ نہیں پڑھ سکتے۔ ((وجمعة کظهر أصلاً واستحباباً) فی الزمانین لأنها خلفه. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، کتاب الصلوٰة، مطلب فی طلوع الشمس: ۱/۳٤۰) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۷۱-۷۲)

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳۷۰-۳۷۲، دار الفکر۔انیس

شوافع کا مسلک، بہتر یہ ہے کہ محققین شوافع ہی سے دریافت کیا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند۔۲۲/۱۰/۱۳۸۸ھ۔الجواب صحیح: محمود عفی عنہ۔
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔(نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۶-۲۷)

جمعہ کے دن بوقتِ زوال تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے:

سوال: عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے؟

الجواب

عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استوا اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں ناجائز ہیں، اور امام ابویوسف جائز فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے:

”(وكره)تحريمًا(صلوٰة)مطلقاً (ولو)قضاء أو واجبةً أو نفلاً ،الخ(مع شروق)الخ(واستواء) إلا يوم الجمعة علىٰ قول الثانى المصحح المعتمد،الخ.

وفى الشامى:لكن شراح الهداية انتصروا لقول الإمام“.(۲)

اور احتیاط قول امام اعظمؒ میں ہے اور اوسع قول امام ابویوسفؒ کا ہے۔فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۲/۴۳)

جمعہ کے دن ٹھیک دوپہر کو نماز تسبیح پڑھنے کا حکم:

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ میں سہارنپور گیا تھا، وہاں جا کر دیکھا، تو جمعہ مسجد میں جمعہ کے وقت ٹھیک دوپہر بارہ بجے صلوٰۃ التسبیح پڑھنے لگے، میں نے کہا کہ زوال کے وقت سجدہ کرنا حرام ہے، انہوں نے کہا کہ جمعہ کو جائز ہے، تم دریافت کرو، آپ فرماویں کہ یہ کہاں تک درست ہے؟

---

(۱) علامہ نووی رحمہ اللہ کی تشریح کے مطابق جمعہ کے روز استواء شمس کے وقت نفل پڑھنا جائز ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے۔قال:
الصلوٰة المنهى عنها فى هذه الأوقات يستثنى منها زمان ومكان،أما الزمان فعند الاستواء يوم الجمعة ولايلحق به باقى الأوقات يوم الجمعة على الأصح،فإن ألحقنا جاز التنفل يوم الجمعة فى الأوقات الخمسة لكل أحد، وإن قلنا بالأصح فهل يجوز التنفل لكل أحد عند الاستواء،وجهان:أصحهما:نعم،والثانى لايجوز لمن ليس فى الجامع وأما من فى الجامع ففيه وجهان:أحدهما يجوز مطلقاً والثانى يجوز بشرط أن يبكر ثم يغلبه النعاس وقيل يكفى النعاس بلاتبكير، وأما المكان فمكة-زادها الله شرفًا-لاتكره الصلوٰة فيها فى شىء من هذه الأوقات سواء صلوٰة الطواف وغيرها.وقيل إنما يباح ركعتا الطواف والصواب الأول،والمراد بمكة جميع الحرم وقيل إنما يستثنى نفس المسجد الحرام والصواب المعروف هو الأول. (روضة الطالبين وعمدة المفتين،كتاب الصلوٰة،باب الأول فى المواقيت، فصل الصلوٰة المنهى عنها فى هذه الأوقات: ۱/۱۹٤، المكتب الإسلامى للطباعة والنشر،انيس)
(۲) دیکھئے:رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳٤۳.ظفیر

الجواب

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے دن ٹھیک دو پہر کو نماز پڑھنا جائز ہے،(۱) اور بعض علمانے ان کے قول پر فتویٰ بھی دیا ہے، لیکن ہمارے اور اکثر محقق فقہا وعلما کے نزدیک امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہے کہ جمعہ کے دن بھی مثل اور دنوں کے اس وقت نماز جائز نہیں، جیسا کہ شامی (۲) اور بدائع میں مصرح ہے، بوجہ طوالت کارڈ میں عبارت نہیں لکھی گئی۔

نوٹ:　ٹھیک دوپہر ریلوے کے بارہ بجے نہیں ہوتا، بلکہ کچھ منٹ بعد ہوتا ہے اور ہر موسم میں کچھ فرق ہوتا رہتا ہے۔

کتبہ احقر عبدالکریم عفی عنہ۔ ۶؍ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/۲۲-۲۳)

---

(۱)　الهداية،فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلوٰة: ۸۶/۱،انيس

(۲)　(وكره)تحريماً(صلوٰة)مطلقاً(ولو)قضاء أوواجبةً أونفلاً الخ(مع شروق)الخ(واستواء)إلايوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد ...لكن شراح الهداية انتصروا لقول الإمام".(رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۱/۱-انيس)

☆　**جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنے کا حکم:**

سوال: زوال کے وقت نماز پڑھنے کے متعلق جمعہ کے دن درمختار میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ نقل کیا ہے، مگر علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کو مخدوش کر دیا ہے، لیکن خود کوئی فیصلہ نہیں کیا، اب قول فیصل کیا ہے؟

الجواب

علامہ شامی نے صاف طور پر ترجیح دی ہے قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو اور فتح القدیر نے جو قول ابو یوسف کو ظاہراً ترجیح دی ہے، اس کے متعلق لکھا ہے۔" **لكن لم يعول عليه في شرح المنية والإمداد،على أن هذا ليس من المواضع التي يحمل فيها المطلق على المقيد كما يعلم من الأصول.وأيضاً فإن حديث النهي صحيح رواه مسلم وغيره فيقدم بصحته،واتفاق الأئمة على العمل به وكونه حاظرًا،الخ.**

اور اخیر میں اپنی تائید میں تحریر فرماتے ہیں: **ورأيت في البدائع أيضًا مانصه: ما ورد من النهي إلا بمكة شاذ لايقبل في معارضة المشهور، وكذا رواية استثناء يوم الجمعة غريب فلا يجوزتخصيص المشهور به،آه ولله الحمد.**(رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۲/۱،انيس)

اس سے صاف واضح ہے کہ راجح قول امام صاحب کا ہے، اور جمعہ کو بھی دیگر ایام کی طرح استوا کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

۳؍ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ (امداد الاحکام: ۲/۲۴)

جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنا:

سوال: جمعہ کے روز دوپہر کو بھی نماز پڑھنا جائز ہے؟ جس وقت میں اور دنوں میں نماز کو منع کرتے ہیں، جائز ہے، یا کیا حکم ہے؟

==　　الجواب

جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم:

سوال: جمعہ کے دن زوال کے وقت تحیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

زوال کے وقت کوئی نماز جائز نہیں ہے، جمعہ کا دن ہو یا کوئی دن۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۳۰/۷/۱۳۷۵ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۱۰۷/۲)

مکہ مکرمہ میں اور جمعہ کے دن بھی زوال کا وقت ہوتا ہے:

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ خانۂ کعبہ میں زوال کا وقت کبھی نہیں آتا اور عبادت کبھی نہیں رکتی؟ اور عام جگہوں پر جمعہ کو زوال کا وقت نہیں ہوتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

زوال کے وقت (اور اسی طرح دوسرے مکروہ اوقات میں) نماز ممنوع ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں ہو یا غیر مکہ میں، اور جمعہ کا دن ہو یا کوئی اور۔(۲)

== بعض علما کے نزدیک درست ہے۔(بعض علما سے علماء شوافع اور امام ابو یوسف مراد ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھئے:الهداية،فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلوٰة: ۸٦/۱/روضة الطالبين وعمدة المفتين،كتاب الصلوٰة،باب الأول في المواقيت، فصل الصلوٰة المنهي عنها في هذه الأوقات:۱۹٤/۱،المكتب الإسلامي للطباعة والنشر،انيس)

(بدست خاص،ص۱۴۱)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۸۵)

(۱) "ففي هذه الأوقات الثلاثة يكره كل تطوع في جميع الأزمان يوم الجمعة وغيره،وفي جميع الأماكن بمكة وغيرها،وسواء كان تطوعًا مبتدأً لاسبب له أوتطوعًا له سبب كركعتي الطواف وركعتي تحية المسجد ونحوهما ... وما روى من النهي إلابمكة شاذ لا يقبل في معارضة المشهور،وكذا رواية استثناء يوم الجمعة غريبة فلا يجوز تخصيص المشهور بها".(بدائع الصنائع تحت بيان ما يكره من التطوع:۷٤۲/۲-۷٤۳)

(۲) ثلاث ساعات لاتجوزفيها المكتوبة ولاصلاة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذ طلعت الشمس حتى ترتفع وعند الانتصاف إلٰى أن تزول وعند احمرارها إلٰى أن تغيب،الخ.(الفتاویٰ الهندية: ۵۲/۱)

أيضاً:فإن حديث النهي صحيح رواه مسلم وغيره فيقدم بصحته،واتفاق الأئمة على العمل وكونه حاظرًا، ولذا منع علماؤنا عن سنّة الوضوء وتحية المسجد وركعتي الطواف ونحو ذلک فإن الحاظرمقدم على المبيح.

وقد قال أصحابنا: إن الصلاة في هٰذه الأوقات ممنوع منها بمكة وغيرها آه.ورأيت في البدائع أيضاً ما نصه: ماورد من النهي إلا بكمة شاذ لايقبل في معارضة المشهور، وكذا رواية استثناء يوم الجمعة غريبة فلا يجوز تخصيص المشهور به ، اهـ .(رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۲/۱)

امام شافعی اور دیگر بعض ائمہ کے نزدیک تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد ہر وقت جائز ہے، اسی طرح جمعہ کے دن زوال کے وقت دوگانہ جائز ہے۔(۱)

ان حضرات کی دیکھادیکھی ہمارے لوگ بھی مکروہ اوقات میں نماز شروع کردیتے ہیں، یہ نتیجہ ہے، شرعی مسائل سے ناواقفی کا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل:۲۰۸/۳)

عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت نفل نہیں ہے:

سوال: عصر کا بعد بھی مثل وقت فجر کے نوافل کو مانع ہے؟ ــــــــــــ اطلاع چاہتا ہوں۔

الجواب ــــــــــــ

عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضا نماز کے جائز نہیں ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷۰/۲)

عصر ومغرب کے درمیان نماز وغیرہ کا حکم:

سوال: اس مسئلہ میں علماءِ دین کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ درمیانِ عصر ومغرب سجدۂ تلاوت ونمازِ جنازہ وقضا فرض یا اورکوئی نماز کسی طرح کی، ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) لما رواه الشافعي في مسنده: "نهى عن الصلاة نصف النهار حتى تزول الشمس إلا يوم الجمعة"، قال الحافظ ابن حجر: في إسناده انقطاع الخ (قوله: المصحح المعتمد) اعترض بأن المتون والشروح على خلافه الخ لكن شراح الهداية انتصروا لقول الإمام وأجابوا عن الحديث المذكور الخ.

(تنبيه) علم مما قررناه المنع عندنا وإن لم أره ممّا ذكره الشافعية من إباحة الصلاة في الأوقات المكروهة في حرم مكة استدلالا بالحديث الصحيح" يا بني عبد مناف لاتمنعوا أحدًا طاف بهذا البيت وصلى أية ساعة شاء من ليل أو نهار" فهومقيد عندنا بغير أوقات الكراهة؛ لما علمته من منع علمائنا عن ركعتي الطواف فيها وإن جوزوا نفس الطواف فيها الخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۳۷۱/۱-۳۷۲، دار الفكر بيروت، انيس)

(۲) أما الوقتان الأخران، الخ، فإنه يكره فيهما التطوع فقط ولايكره فيهما الفرض الخ وهما أي الوقتان المذكوران مابعد طلوع الفجر إلى أن ترتفع الشمس فإنه يكره في هذا الوقت النوافل كلها إلا سنة الفجر الخ، وما بعد صلوٰة العصر إلى غروب الشمس؛ لحديث ابن عباس، الخ. (غنية المستملي: ۲۳۷/۱، ظفير)

(عن ابن عباس. رضي الله عنهما... أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس، وبعد العصر حتى تغرب. (الصحيح للبخاري، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (ح: ۵۸۱)/ الصحيح لمسلم، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها (ح:)

عن الاشتر قال: كان خالد بن الوليد رضي الله عنه يضرب الناس على الصلوٰة بعد العصر. (شرح معاني الآثار، باب الركعتين بعد العصر (ح: ۱۸۳۵) وكذا يضرب عمر بن الخطاب. (موطا الإمام محمد (ح: ۱۵۲) انيس)

الجواب

درمیان عصر و مغرب قبل تغیر شمس، سجدۂ تلاوت و نماز جنازہ و قضا فرض و وتر جائز ہے، اور نوافل و سنن ممنوع ہیں، اور وقت تغیر شمس کے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔(۱)

" تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما في معناها إلا الفرائض هٰكذا في النّهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلٰوة الجنازة وسجدة التلاوة، كذا في فتاوىٰ قاضي خان.

(**وقال بعد أسطر**): **منها ما بعد صلٰوة العصر قبل التغير، هٰكذا في النّهاية والكفاية.**(الهندية: ۵۱/۱)

" ثلٰث ساعات لايجوز فيها المكتوبة ولاصلٰوة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذا طلعت الشّمس حتّٰى ترتفع وعند الانتصاف إلٰى أن تزول وعند احمرارها إلٰى أن تغيب".(الهندية: ۵۲/۱) **والله أعلم**

(امداد، ص: ۱۷، ج: ۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۴۸/۱-۱۴۹)

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے، اگر یہ صحیح ہے، تو فقہ کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جواز کیوں بتایا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۴۰، محمد عبد الحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۶/ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ، م ۲۶/ ستمبر ۱۹۳۴ء)

الجواب

بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مراد ہے، یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہوسکتی۔(۲) فقط (کفایت المفتی: ۶۴/۳)

عصر کی فرض نماز کے بعد نوافل یا قضا نمازوں کا پڑھنا کیسا ہے:

سوال: عصر کی فرض پڑھ لینے کے بعد عصر کی سنت یا کوئی قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) لیکن اسی روز کی عصر کی نماز پڑھ لینا چاہئے۔ سعید احمد

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: "شهد عندي رجال مرضيون وأرضاهم عمر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهٰى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب". (صحيح البخاري، باب الصلاة بعد الفجر حتٰى ترتفع الشمس: ۸۲/۱، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

"منع عن التنفل في هذين الوقتين قصدًا لا عن غيره لرواية الصحيحين" لاصلاة بعد صلاة العصر حتى تغرب الشمس" الخ. (البحر الرائق: ۴۳۷/۱)

الجواب ــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

عصر کی فرض نماز پڑھ لینے کے بعد کوئی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲۳/۱۰/۱۳۷۱ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲۰۸/۲) ☆

بعد نماز عصر سجدۂ تلاوت جائز ہے:

سوال: ایک شخص بعد نماز عصر تلاوت کررہا ہے، درمیان میں سجدۂ تلاوت آ گیا، کیا وہ عصر اور مغرب کے درمیان سجدۂ تلاوت کرسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جائز ہے، البتہ دھوپ پھیکی پڑ چکی ہو، تو مکروہ تنزیہی ہے، یہ حکم تلاوت حاضرہ کا ہے۔ اگر غیر مکروہ وقت میں تلاوت کی ہو، تو اوقات مکروہہ (طلوع، غروب، نصف النہار) میں سجدۂ تلاوت مکروہ تحریمی ہے، نماز جنازہ کا بھی یہی حکم ہے، البتہ جنازہ وقت مکروہ ہی میں تیار ہوا ہو، تو اسی وقت نماز پڑھ لی جائے، اس میں سجدۂ تلاوت حاضرہ کی طرح کراہت تنزیہیہ نہیں۔

قال فی التنویر: بعد صلاة فجر وعصر لا قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلاة جنازة. (تنوير الأبصار متن الدر المختار على رد المحتار، كتاب الصلاة، قبيل مطلب فی تكرار الجماعة الخ: ۳۷۵/۱، بيروت)

(۱) عن رافع بن خديج يحدث عن أبيه قال:" فاتتنى ركعتان من العصر فقمت أقضيهما، فقال ظننتك تصلى بعد العصر ولو فعلت ذلك لفعلت بك وفعلت". (شرح معانى الآثار، باب الركعتين بعد العصر (ح:۱۸۳۲) انيس)

عصر کی فرض نماز پڑھ لینے کے بعد نوافل وسنن کا پڑھنا مکروہ ہے، قضا نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بلا کراہت درست ہے۔[مجاہد]

(وكره نفل)... (بعد صلاة فجر و) صلاة (عصر) ... (لا) يكره (قضاء فائتة و) لو وترًا أو (سجدة تلاوة وصلاة جنازة). (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، قبيل مطلب فی تكرار الجماعة الخ: ۳۶/۲-۳۷)

☆ **نماز عصر کے بعد قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کا حکم:**

سوال: نماز عصر کے بعد قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا اور سجدۂ تلاوت کرنا شرعاً جائز ودرست ہے، ایسے وقت میں نوافل پڑھنا ممنوع ہے۔

"(ويكره أن يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب)؛ لما روى أنه عليه السلام نهى عن ذلك، (ولا بأس بأن يصلّى فى هذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة و يصلّى على الجنازة)". (الهداية: ۸۵/۱، ۸۶، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلوٰة) **فقط والله تعالىٰ أعلم**

سہیل احمد قاسمی، ۱۲/رجب ۱۴۱۴ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۱۶/۲)

وأیضاً فیه(أی فی التنویر): وکره صلاة ولوعلیٰ جنازة وسجدة تلاوة وسهومع شروق واستواء وغروب،إلا عصریومه(إلیٰ قوله)وسجدة تلاوة،وصلاة جنازة تلیت فی کامل وحضرت قبل.

لوجوبه کاملاً فلایتأدی ناقصاً،فلووجبتا فیها لم یکره فعلهما: أی تحریمًا.وفی التحفة: الأفضل أن لاتؤخرالجنازة.

وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ:(قوله أی تحریمًا)أفاد ثبوت الکراهة التنزیهیة.

وقال تحت(قوله وفی التحفة):فثبتت کراهة التنزیه فی سجدة التلاوة دون صلاة الجنازة. (تنویرالأبصاروالدرالمختارورد المحتار،کتاب الصلاة،قبیل مطلب فی تکرار الجماعة، الخ: ۱/ ۳۷۰-۳۷٤،انیس)فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۲۰/ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ۔(احسن الفتاویٰ:۲/ ۱۳۵-۱۳۶)

عصر کے بعد قضا نماز:

سوال: عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

جائز ہے،(۱) جب تک آفتاب غروب کے قریب نہ ہو۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/ ۳۸۲) ☆

(۱) عن کریب مولی ابن عباس ... قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:" یا ابنة أبی أمیة ! سألتِ عن الرکعتین بعد العصر،إنه أتانی أناس من بنی عبد القیس بالإسلام من قومهم،فشغلونی عن الرکعتین اللتین بعد الظهر،فهما هاتان".(الصحیح لمسلم، قبیل باب استحباب الرکعتین قبل المغرب (ح: ۸۳٤)/الصحیح للبخاری،باب ما یصلی بعد العصرمن الفوائت ونحوها(ح: ۵۹۰-۱۲۳۳-٤۳۷۰)انیس)

(۲) (وکره نفل)... (بعد صلاة فجرو) صلاة(عصر) ... (لا) یکره (قضاء فائتة و)لووترًا أو(سجدة تلاوة أوصلاة جنازة).(الدرالمختارعلیٰ هامش رد المحتار،کتاب الصلاة،قبیل مطلب فی تکرار الجماعة،الخ: ۲/ ۳۶،۳۷)

☆ **عصر کے بعد تحیۃ الوضو یا کوئی نماز:**

سوال: عصر اور مغرب کے درمیان تحیۃ الوضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ

نہیں پڑھ سکتے۔(ویکره أن یتنفل بعد الفجرحتی تطلع الشمس وبعد العصرحتی تغرب. (الهدایة،فصل فی الأوقات التی تکره فیها الصلوٰة: ۱/ ٦۸)اورتحیۃ الوضو نفل نماز ہے۔انیس)(فتاویٰ رحیمیہ:۱/ ۲۳۹)

عصر اور مغرب کے درمیان کونسی نماز درست ہے:

سوال: عصر اور مغرب کے درمیان کونسی نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب

آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے یعنی آفتاب کی تیزی باقی رہے، وہاں تک فرض وواجب کی قضا پڑھ سکتے ہیں (لیکن تنہائی میں پڑھے، لوگوں کے سامنے نہ پڑھے)، نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت بھی جائز ہے، آفتاب کی تیزی ختم ہونے کے بعد یعنی آفتاب زرد ہونے کے بعد اجازت نہیں، ہاں! اگر اس وقت جنازہ آیا یا سجدۂ تلاوت واجب ہوا تو کراہت (۱) کے ساتھ جائز ہے، اگر اس دن عصر کی نماز نہ پڑھی ہو، تو ایسی حالت میں بھی پڑھنا چاہئے (اگر چہ اتنی تاخیر سے پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے) قضا نہ ہونے دے، کیونکہ قضا کا گناہ بہت بڑا ہے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۲۳۹/۱-۲۴۰)

کیا عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے:

سوال: کیا عصر ومغرب کے درمیان نماز جنازہ جائز ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

درست ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۱۳۵۰/۸/۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۷۶/۲)

(۱) یہاں کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے، مگر جنازہ میں کراہت نہیں ہے۔

(وصلاة الجنازة) التي حضرت في الوقت الصحيح أما المتلوة و الحاضرة فيه و لايكره أي تحريماً إلا أن التأخير أفضل. (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة: ١٦٥/١. انيس)

(۲) (ويكره أن يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب؛ لما روى أنه عليه السلام نهى عن ذلک، (ولا بأس بأن يصلي في هذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة ويصلي على الجنازة) لأن الكراهة كانت لحق الفرض ليصير الوقت كالمشغول به لا لمعنى في الوقت فلم تظهر في حق الفرائض وفيما وجب لعينه كسجدة التلاوة، وظهر في حق المنذور؛ لأنه تعلق وجوبه بسبب من جهته و في حق ركعتي الطواف وفي الذي شرع فيه ثم أفسده؛ لأن الوجوب لغيره وهو ختم الطواف وصيانة المؤدّى عن البطلان. (الهداية، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلوٰة: ٦٨/١-٧٠. انيس)

(۳) (وكره نفل) ... (بعد صلاة فجر و) صلاة (عصر) ... (لا) يكره (قضاء فائتة و) لو وترًا أو سجدة (تلاوة و صلاة جنازة). (الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ٣٦/٢-٣٧)

عصر کے بعد نماز طواف:

سوال: اگر کوئی حنفی المسلک حاجی عصر کی نماز کے بعد طواف کرے، تو مقام ابراہیم کے مقابل کی دو رکعات واجب طواف، فوری ادا کرسکتا ہے؟ (عبدالحفیظ، مولاعلی)

الجواب ــــــــــــــــــــ

نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک حنفیہ کے نزدیک نماز طواف پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کوئی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔(۱)

لہذا ایسی صورت میں دوگانہ طواف کو مؤخر کردے، مغرب کی فرض ادا کرنے کے بعد پہلے طواف کی دو رکعتیں ادا کرلے، پھر مغرب کی سنت پڑھے۔

ولو طاف بعد العصر يصلى المغرب ثم ركعتي الطواف ثم سنة المغرب. (ردالمحتار: ۵۱۲/۳)

(کتاب الفتاویٰ: ۱۲۶/۲ و ۱۲۷)

بعد عصر اور فجر طواف کے بعد کی نفلوں کا وقت:

سوال: عصر اور فجر کے طواف کے بعد کی نفلیں واجب ہیں، دو رکعت فوراً ادا کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ یہ وقت مکروہ ہے یا حرام؟ اس میں طواف کی دو رکعت پڑھنی جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

عصر اور فجر کے بعد چونکہ نفل پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا عصر و فجر کے بعد دوگانہ طواف نہ پڑھے، بلکہ غروب شمس اور طلوع شمس کے بعد پڑھے، یہ وقت مکروہ ہے، اور اس میں طواف کی دو رکعت پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۴/۳)

(۱-۲) دیکھئے: صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۸۲۵۔ محشی

عن ابن عباس. رضي الله عنهما. قال: "شهد عندي رجال مرضيون وأرضاهم عمر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب". (صحيح البخاري، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (ح: ۸۲۵)

(وكره نفل) قصدًا... (وكل ما كان واجباً)... (لغيره)... (كمنذور، وركعتي طواف)... (قوله وركعتي طواف) ظاهره ولو كان الطواف في ذلك الوقت المكروه ولم أره صريحًا، و يدل عليه ما أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار عن معاذ بن عفراء "أنه طاف بعد العصر أو بعد صلاة الصبح ولم يصل، فسئل عن ذلك، فقال:" نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس، وعن صلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس". ثم رأيته مصرحًا به في الحلية وشرح اللباب. (رد المحتار، كتاب الصلاة، قبيل مطلب في تكرار الجماعة: ۳۷۵/۱، انيس)

توضیح وقت کراہتِ عصر:

سوال: احقر جب دورۂ حدیث میں تھا، اس وقت موسم جاڑہ میں ترمذی شریف بعد عصر ہوتی تھی۔ اس وقت حضرت استاذ نا مولانا صاحب مدظلہ العالی کو کئی روز یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عصر کی نماز میں تاخیر ہوجاتی ہے، بسا اوقات خیال ہوتا ہے کہ حد اصفرار کو پہنچ گیا، اس وجہ سے میں اکثر ______ کی مسجد میں عصر پڑھتا ہوں، وہاں.....کی مسجد سے قبل نماز ہوتی ہے، حضرت والا جس وقت ______ کی مسجد میں نماز ہوتی تھی، بعد فراغ صلوٰۃ کم وبیش ایک گھنٹہ یا کچھ زیادہ دن رہتا تھا، اس سے شبہ ہوتا تھا کہ اب اصفرار کیسے ہوگا؟ مگر یہ سمجھ کر کہ ______ صاحب کو پہچان زیادہ ہے، عصر کی نماز غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل پڑھ لیتا تھا، اگر تاخیر ہوجاتی تو ایک بے چینی ہوتی تھی (اور چونکہ یہاں پر جب نمازی آجاتے ہیں؛ جماعت ہوجاتی ہے، کوئی وقت گھڑی کے حساب سے مقرر نہیں ہے) اور اگر مصلی سب نہ آئے ہوں، یا دوچار آدمی وضو سے رہ گئے ہوں، ان کا انتظار نہ کئے نماز شروع کردیتا تھا، اس خیال سے کہ کبھی وقت اصفرار نہ آجائے اور نماز مکروہ تحریمی نہ ہوجائے۔

اب ایک صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا ______ قدس سرہ سے سنا کہ وقت اصفرار قبیل غروب ہوتا ہے، جب ٹکیہ آفتاب پر اچھی طرح نظر کرسکے۔ اب اس سے تردد ہوگیا۔

اب حضرت والا ارشاد فرماویں کہ جب دن چھوٹا ہوتا ہے، جیسے آج کل کے دن ہیں، اس وقت غروب سے کتنا پہلے وقت اصفرار شروع ہوتا ہے؟ گھڑی کے حساب سے تخمینہ کرکے بتلاویں تاکہ اس پر عمل کرے۔

الجواب ______

فی الدر المختار: (ما لم يتغير ذكاء) بأن لاتحار العين فيها في الأصح.

فی رد المحتار: (قوله في الأصح) صححه في الهداية وغيرها، وفي الظهيرية: إن أمكنه إطالة النظر فقد تغيرت وعليه الفتوىٰ، وفي النصاب وغيره: وبه نأخذ، وهو قول أئمتنا الثلاثة ومشائخ بلخ وغيرهم كذا في الفتاوىٰ الصوفية، آه. (وفي المسئلة أقوال أُخَر أيضاً). (١)

اس عبارت میں تغیر کی جو حد ہے کہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے یا دیر تک دیکھنے سے چشم خیرہ نہ ہو، وہ ایک امر محسوس ہے، اس میں گھنٹہ گھڑی پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس تغیر کے قبل عصر سے فارغ ہوجانا چاہئے۔

(ص:۹، ج:۲/ ۱۳۴۳ھ تتمہ خامسہ (ص:۳۶۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۱۵۱-۱۵۲)

---

(١) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها: ١/ ٣٦٧-٣٦٨، انيس

آخر عصر میں اسی روز کی عصر ادا کرنا:

سوال: کتاب ''علم الفقہ'' میں لکھا ہے کہ ''نماز اسی دن کی عصر کی، مکروہ وقت یعنی قریب غروب آفتاب پڑھنا، کراہت تحریمیہ کے ساتھ ہے، جس کو باطل کر کے اچھے وقت ادا کرنا واجب ہے''۔ کیا یہ صحیح ہے اور قابل عمل ہے؟ اکثر لوگ بوجہ عدیم الفرصتی اپنے پیشہ کے، مکروہ وقت میں نماز ادا کرتے ہیں، تو کیا ان کو اعادہ کر لینا چاہئے؟

الجواب

یہ تو صحیح ہے کہ اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور اس قدر دیر کرنا سخت گناہ ہے۔ لیکن اس عصر کو اس وقت توڑ دینا اور اس کو دوبارہ پڑھنا، جو ''علم الفقہ'' میں لکھا ہے، صحیح نہیں، غالباً مؤلف سلمہ نے شامی سے لیا ہے، اس میں اس موقع پر عبارت شبہ میں ڈالنے والی ہے، مؤلف کا ذہن اس طرف گیا، لیکن شامی نے طحطاوی کا حوالہ دیا ہے، اس میں دیکھا، تو صاف موجود ہے کہ عصر کو اسی وقت پڑھے، نہ قطع کرے اور نہ دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

کیوں کہ شامی میں ہے:

... إلا صلوٰة جنازة حضرت فيها وسجدة تليت آيتها فيها وعصر يومه والنفل والنذر المقيد بها وقضاء ماشرع به فيها ثم أفسده،فتنعقد هذه الستة بلاكراهة أصلاً فى الأولٰى منها،ومع الكراهة التنزيهية فى الثانية والتحريمية فى الثالثة، وكذا فى البواقى، لكن مع وجوب القطع و القضاء فى وقت غير مكروه. (: ۱/۳۸۷)(كتاب الصلاة،مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۱/۳۷۳،انيس)

اس میں **''مع وجوب الخ''** فقط **''بواقی''** کے ساتھ ہے، ثالثہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے، جیسا کہ مؤلف علم الفقہ نے خیال کیا ہے۔

چنانچہ طحطاوی میں ہے:

فيجب القطع و القضاء فى غير النوعين إلاّعصر يومه فإنه لايجوز قطعه،الخ. (۱)

کتبہ احقر عبدالکریم عفی عنہ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ۔ ۱۰/شعبان ۱۳۴۸ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/۲۳)

جس نے نماز عصر نہ پڑھی ہو، اس کے لئے نماز عصر سے پہلے نفل پڑھنا، قابل اعتراض نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں نماز عصر کی جماعت ہو گئی ہے، ایک آدمی اکیلے نماز کے لئے آیا، دوسرے نے آکر کہا 'ذرا صبر کریں، میں ذرا وضو کرلوں، تو جماعت کریں

(۱) حاشية الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الصلاة. انيس

گئے، اب یہ آدمی جماعت ثانیہ سے پہلے اور جماعت اولیٰ کے بعد نفل پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ نیز ظہر کے وقت فرض اور سنن کے درمیان نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: عبدالرحمٰن، لکی مروت......۳۰/۷/۱۹۷۷ء)

الجواب

جس شخص نے نماز عصر نہ پڑھی ہو، اس کے لئے اصفرار سے قبل نوافل پڑھنا مشروع ہے، (۱) **کما صرح به جميع الفقهاء.** (۲) نیز کسی فقیہ نے ظہر کے سنن قبلیہ اور فرض کے درمیان نوافل پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے، **کما لايخفى.** (۳) **وهو الموفق.** (فتاویٰ فریدیہ: ۱۶۳/۲-۱۶۴)

نماز عصر نصف غروب آفتاب کے وقت جائز ہے یا نہیں:

سوال: فرض عصر کے، غروب آفتاب کے وقت، اگر سورج نصف اندر اور نصف باہر ہو، جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب

نمازِ عصر اسی دن کی ایسے وقت میں ادا ہو جاتی ہے، یعنی اگر ایسا وقت ہو جاوے اور نماز عصر کی نہ پڑھی ہو، تو پڑھ لینی چاہئے۔ (۴) مگر قصداً ایسا وقت نہ کرنا چاہئے کہ معصیت ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴/۲) ☆

---

(۱) عن ابن عباس قال: شهد عندى رجال مرضيون و أرضاهم عندى عمر، أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب. (البخارى، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (ح: ۸۲۵)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کے بعد نفل نماز منع ہے اور یہ شخص ابھی عصر نہیں پڑھا ہے۔ لہٰذا اس کا نفل پڑھنا عصر سے قبل ہوا۔ اسی وجہ سے کسی فقیہ نے اس کو منع نہیں کیا ہے۔ انیس

(۲) قال العلامة المرغيناني: (لاتجوز الصلاة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها فى الظهيرة ولا عند غروبها) لحديث عقبة بن عامر رضى الله تعالىٰ عنه قال: " ثلثة أوقات نهانا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن نصلى و أن نقبر فيها موتانا عند طلوع الشمس حتى ترتفع وعند زوالها حتى تزول وحين تضيف للغروب حتى تغرب". (الهداية، فصل فى الأوقات التى تكره فيه الصلاة: ۶۸/۱)

(۳) قال العلامة الحصكفي: (ولو تكلم بين السنة و الفرض لايسقطها ولكن ينقص ثوابها) وقيل تسقط (وكذا كل عمل ينافى التحريمة على الأصح). قنية. (الدر المختار على صدر رد المحتار، قبيل مبحث مهم فى الكلام على الضجعة بعد سنن الفجر: ۱۹/۲-۲۰)

(۴) عن كريب مولى ابن عباس. رضى الله عنهما.... قال النبى صلى الله عليه وسلم: يا ابنة أبى أمية! سألتِ عن الركعتين بعد العصر، إنه أتانى أناس من بنى عبد القيس بالإسلام من قومهم، فشغلونى عن الركعتين اللتين بعد الظهر، فهما هاتان. (الصحيح لمسلم، قبيل باب استحباب الركعتين قبل المغرب (ح: ۸۳۴) / الصحيح للبخارى، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها (ح: ۵۹۰) انيس)

==

سورج غروب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز صحیح نہیں:

سوال: مغرب کی اذان سے پہلے سجدہ جائز ہے یا نہیں؟ اذان سے پانچ منٹ پہلے نماز کی نیت باندھ لی، بعد میں اذان ہوئی، تو کیا کریں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر سورج غروب ہو چکا ہو، تو مغرب کی اذان سے پہلے سجدہ جائز ہے، اور اگر غروب نہیں ہوا تو جائز نہیں، جب اذان میں پانچ منٹ باقی تھے، تو نماز کا وقت نہیں ہوا، لہٰذا نماز توڑ دینی چاہیے تھی۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۰۷/۳)

بوقت غروب سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ:

سوال: جنازہ کی نماز یا سجدہ کی آیت اگر عصر کے بعد وقتِ ناقص میں ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت غروب سورج ہو جائے، تو وہ بھی عصر یوم کی طرح ناقص ادا ہو جائے گی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر آیت سجدہ بھی اسی وقت پڑھی اور جب ہی سجدہ کر لیا، تو یہ "عصر یومه" کی طرح ناقص ادا ہو گیا، اور اگر وقت کامل میں آیت سجدہ پڑھی، اور سجدہ وقتِ غروب کیا، تو یہ "عصر یومه" کی طرح نہیں، بلکہ یہ ادا ہی نہیں ہوا، اسی طرح

== "(لا تجوز الصلٰوة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها ولا عند غروبها) الخ (إلا عصر يومه عند الغروب). (الهداية، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلٰوة: ٦٨/١، ظفير)

☆ غروب آفتاب کے وقت نماز عصر:

سوال: اگر کوئی شخص عصر کی نماز جماعت سے نہ پڑھ سکا ہو، تو کس وقت تک اس کو پڑھنے کی گنجائش ہے؟ کیا سورج ڈھلنے کے بعد بھی عصر کی نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ (محمد جہانگیر الدین طالب، باغ امجد الدولہ)

الجواب ــــــــــــــــــــ

سورج جب ڈوبنے کے قریب ہو جائے، یعنی یہ کیفیت ہو کہ سورج کی ٹکیہ پر نگاہ ٹھہرنے لگے، تو اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر اس دن کی عصر نہ پڑھی ہو، تو اس مکروہ وقت میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

"إلا عصر يومه ذلک، فإنه يجوز أداءه عند الغروب". (الفتاوىٰ الهندية: ٥٢/١) (کتاب الفتاویٰ: ۱۲۷/۲)

(۱) (وكره) تحريماً، وكل ما لا يجوز مكروه (صلاة) مطلقاً (ولو قضاء) أو واجبة أو نفلاً أو (على جنازة وسجدة تلاوة وسهو) لا شكر، قنية (مع شروق) ... (وغروب، إلا عصر يومه) فلا يكره فصله لأدائه كما وجب. (الدر المختار مع الشامي: ١/ ٣٧٠-٣٧٢، كتاب الصلاة)

اگر جنازہ وقتِ ناقص میں آیا، تو یہ "عصر یومہ" کی طرح ہے۔ اگر وقتِ کامل میں آیا، تو نماز جنازہ وقت ناقص میں ادا ہی نہیں ہوئی۔

ومنع عن الصلاة، وسجدة التلاوة المتلوة في غيرهذه الأوقات، وصلاة الجنازة حضرت قبلها؛ لأن ما وجب كاملاً لايتأدى بالناقص، وأما المتلوة أو الحاضرة فيها لايكره: أي تحريماً؛ لأنها وجبت ناقصةً، أديت فيها كما وجبت، آه. (سكب الأنهر: ۷۲/۱)(۱) **فقط والله سبحانه تعالىٰ أعلم**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۸/۵-۳۷۹)

غروب کے وقت سجودِ شمس:

سوال: اختلاف مطالع کی بنیاد پر سورج طلوع وغروب ہوتا رہتا ہے اور عندالطلوع نکلنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور عندالغروب زیرِعرش سجدہ بھی کرتا ہے، تفسیر معارف القرآن میں سجدہ بمعنی اطاعت کے تحریر فرمایا ہے۔ (۲) اطاعت تو ہر وقت ہی کیا کرتا رہتا ہے، اس اطاعت کی بنا پر مسافت طے کرتا ہے۔ تو احادیث میں عندالغروب سجدہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟ عندالغروب کی قید کس وجہ سے ہے؟ دل میں خلجان آتا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

ہر مخلوق ہر آن طاعت خالق میں قہراً یا اختیاراً مشغول ہے، تکویناً ہو یا تشریعاً، آفتاب غروب ہوتے وقت اس کی ہیئت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ سجدہ کر رہا ہے، اسی کو سجدۂ تحت العرش فرمایا، یہ ذکر کردہ روایت کے اعتبار سے ہے، (۳) اور ہر آن کسی نہ کسی جگہ وہ سجدہ میں ہے، وہاں کے دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ رات طویل ہوگی اور سورج کو مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ مغرب سے طلوع ہوگا، جس کو دیکھ کر دنیا چلّا اٹھے گی، اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، پھر کسی کا ایمان قبول نہیں ہوگا، چونکہ عدم اجازت بھی حدیث پاک میں مذکور ہے، اس لئے اس ہیئت کو "سجدہ" اور اجازت کو "طلوع" سے بیان کیا گیا، جو کہ اقرب الی الفہم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۲/۵)

---

(۱) سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر، كتاب الصلاة: ۱۰۰/۱، المكتبة الغفارية، كوئٹہ

(۲) معارف القرآن (سورة الحج: ۸): ۲۴۷/۶، ادارة المعارف، کراچی

(۳) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "أتدري أين تذهب هذه الشمس"؟ قلت: الله ورسوله أعلم. قال: فإنها تذهب فتسجد تحت العرش، ثم تستأمر فيوشك أن يقال لها: ارجعي من حيث جئت". (تفسير ابن كثير (الحج: ۱۸): ۲۸٤/۳، دار الفيحاء، دمشق)

نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں:

سوال: نمازِ عشا بعد نصف شب کے، مکروہ تحریمی ہے یا نہیں، اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے، تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟ مولانا عبدالحئ صاحب ''مجموعہ فتاویٰ'' جلد اول، ص:۳۴۳، میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''مکروہ تحریمی ہے نماز عشا کی، بعد نصف شب کے، اور واجب الاعادہ ہے، اور اگر اعادہ نہ کرے گا، تو گنہگار ہوگا''۔

اور مولانا اشرف علی تھانوی ''بہشتی زیور'' میں لکھتے ہیں کہ ''نماز کا وقت صبح صادق تک ہے، اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے، اور ثواب کم ہو جاتا ہے''۔

ان دونوں تحریروں میں کونسی تحریر صحیح ہے؟ اگر کبھی نماز عشا، بعد نصف رات کے پڑھی جاوے، تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں، اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے، تو مولوی عبدالحئ صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب

بعد نصف شب کے، عشا کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے، اور بعض نے مکروہ تنزیہی۔

"(فإن أخرها إلٰى ما زاد على النصف) كره لتقليل الجماعة". (الدر المختار) **(قوله كره) أى تحريماً، كما يأتى تقييده فى المتن، أو تنزيهاً وهو الأظهر، كما نذكره عن الحلية.** (شامى)(۱)

ثم قال تحت قول الماتن تحريماً: كذا فى البحر عن القنية، لكن فى الحلية: أن كلام الطحاوى يشير إلٰى أن الكراهة فى تأخير العشاء تنزيهية وهو الأظهر. (شامى)(۲)

پس جو فقہا مکروہ تحریمی فرماتے ہیں، ان کے نزدیک واجب الاعادہ ہے، اور جو مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں، ان کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں؛ کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے، اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے۔ اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے، نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحئ صاحب نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے، تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لیکر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا، اور مولانا اشرف علی تھانوی کا مطلب اگر مکروہ تنزیہی ہے، تو انہوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے، اختیار فرمایا، اور یہی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے، اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۳۷-۷۴)

کیا دن کی طرح آدھی رات کو بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: نصف النہار یعنی زوال کے وقت نماز منع ہے، کیا ایسا رات کو بھی ہے کہ ٹھیک آدھی رات کو زوال کا وقت ہوتا ہے، تو اس وقت بھی نماز منع ہے؟

(۱-۲) ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب فى طلوع الشمس من مغربها: ۳۴۱/۱-۳۴۲، ظفير

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

تین وقت ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا منع ہے: اول جب سورج نکلتا ہے، دوسرے جب سورج بالکل سر پر ہو، تیسرے جب سورج غروب ہوتا ہے۔ رات کے کسی بھی حصہ میں نماز ممنوع نہیں، بارہ بجے ہوں یا کم وبیش۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/۷/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۵/۵)

رات کے بارہ بجے زوال کا تصور غلط ہے:

سوال: سندھ کے اکثر علاقوں میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح دوپہر کو بارہ بجے زوال کا وقت ہوتا ہے، اسی طرح رات کو بارہ بجے بھی زوال کا وقت ہوتا ہے، اگر کہیں کوئی میت ہوجائے، تو نہ صرف یہ کہ زوال کے وقت نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی، بلکہ یوں بھی ہوتا ہے کہ میت کو دفنانے کے لیے قبرستان پہنچے، وہاں پہنچتے پہنچتے دن کے یا رات کے بارہ بج گئے، تو مردے کو دفنایا بھی نہیں جاتا، وہیں بیٹھ کر زوال کا وقت گزرنے کا انتظار کیا جاتا ہے، اور پھر بعد میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے۔ ازراہ کرم یہ بتائیے کہ کیا رات کو بارہ بجے بھی زوال کا وقت ہوتا ہے؟ اور زوال کے وقت کن کن کاموں کے کرنے کی ممانعت ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

زوال کا وقت دن کو ہوتا ہے، رات کو نہیں۔ (۲) رات کے کسی حصے میں نماز اور سجدہ کی ممانعت نہیں، البتہ عشا کی نماز آدھی رات تک مؤخر کردینا مکروہ ہے۔ (۳) رات کے بارہ بجے زوال کا تصور غلط ہے، اور دن میں بھی زوال کا وقت بارہ بجے سمجھنا غلط ہے؛ کیوں کہ مختلف شہروں اور مختلف موسموں کے لحاظ سے زوال کا وقت مختلف ہوتا ہے اور بدلتا رہتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۷/۳-۲۰۸)

☆☆☆

(۱) عن عقبة بن عامر الجهني قال: ثلٰث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن أونقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغةً حتٰى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتٰى تميل، وحين تضيف للغروب حتٰى تغرب. (جامع الترمذي،أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية الصلوٰة على الجنازة عند طلوع الشمس وعند غروبها: ۲۰۰/۱، سعيد)

(۲) زوال الشمس: هوميلها عن كبد السماء أي وسطها بحسب ما يظهر لنا إلىٰ جانب المغرب. (قواعد الفقه، ص: ۳۱۵، حرف الزاء، طبع صدف پبلشرز، كراچي)

(۳) والتأخير إلىٰ نصف الليل مباح ... فيثبت الإباحة إلى النصف وإلى النصف الأخير مكروه؛لما فيه من تقليل الجماعة. (الهداية: ۶۶/۱-۶۸، كتاب الصلاة، قبيل فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة)